بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا

ذکر و اعتکاف کی اہمیت

مجموعہ رسائل ثلاثہ

① دعوت و تبلیغ میں ذکر کی اہمیت
② حضرت شیخ الحدیث دامت برکاتہم کا اہم گرامی نامہ
③ ایک نصیحت آموز اور ترغیبی خط

حسب ارشاد

حضرت اقدس شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب کاندھلوی مہاجر مدنی دامت برکاتہم العالیہ

مرتبہ

جناب صوفی محمد اقبال صاحب مدنی

ادارہ اسلامیات
۱۹۰ - انار کلی ○ لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ذِکر و اعتِکاف کی اہمیّت

حسب ارشاد

حضرت اقدس شیخ الحدیث مولانا مُحمّد زکریّا صاحب

کاندھلوی مہجر مدنی دامت برکاتہم العلیہ

مُرتّبہ

حَضرت اقدس صُوفی **مُحمّد اقبَال** صَاحب (مدنی)

معاونت خصوصی برائے ترتیب و کمپوزنگ

حضرت جناب **آفتاب احمد** (مدینہ منورہ)

ترتیب و کمپوٹر کمپوزنگ: محمد نور باری

مکـــتبہ اقبـالیہ

نور حراء پبلیشرز

ای میل: noorbari786@gmail.com فون: 0092-312-2502281

٢٦ ذالقعدہ ١٤٤٣

پہلی، دوسری بار : انگلستان اور ہند میں
تیسری بار : پاکستان میں
عکسی طباعت : مارچ ۱۹۸۲ء
باہتمام : حاجی صغیر احمد صاحب
ناشر : اشرف برادران سلمہم الرحمٰن
مطبع : وفاق پریس لاہور
قیمت :

○

ملنے کے پتے

ادارہ اسلامیات ۱۹۰، انارکلی لاہور
ادارۃ المعارف دارالعلوم کراچی نمبر ۱۴
مکتبہ دارالعلوم ۔ دارالعلوم کراچی نمبر ۱۴
دارالاشاعت مقابل مولوی مسافر خانہ کراچی نمبر ۱
کتب خانہ یحیویہ ۔ مظاہر العلوم سہارنپور
ملک برادرز ۔ کارخانہ بازار ۔ فیصل آباد
نعمانی کتب خانہ ۔ اردو بازار لاہور
مکتبہ امدادیہ ۔ باب العمرۃ مکۃ المکرمۃ

○

گرامی نامہ

قطب الاقطاب شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب مہاجر مدنی
دامت برکاتہم العالیہ

نوٹ: مندرجہ ذیل والانامہ جناب الحاج حافظ صغیر احمد صاحب کے نام وصول ہوا تھا جس کی اہمیت کے پیش نظر اسے کتاب کے شروع میں تبرکاً شامل کیا جا رہا ہے۔

باسمہ سبحانہ

مکرم محترم جناب الحاج بھائی صغیر صاحب بعد سلام مسنون میری طبیعت خراب ہی چل رہی ہے۔ قسم قسم کے عوارضات ساتھ لگے ہوئے ہیں۔ اللہ ہی میرے حال پر رحم فرمائے۔ صوفی اقبال کے رسائل ذکر کی اہمیت۔ اعتکاف کی اہمیت اور ایک نصیحت آموز و ترغیبی خط تمہیں بھیجا گیا ہے کہ پاکستان میں تینوں کو یکجا چھاپ دو۔ تم اس سے پہلے بھی میرے کئی رسائل چھپوا چکے ہو۔ میری وجہ سے تم دوستوں کو بڑی ہی تکلیفیں اٹھانی پڑتی ہیں۔ اللہ جل شانہ تمہیں دونوں جہان میں اپنی شایان شان اس کا بہترین بدلہ عطا فرمائے۔ مکارہ سے محفوظ فرمائے۔ دارین کی ترقیات سے نوازے۔ آجکل میرے اوپر اس ذکر کی لائن کے فروغ کا بہت ہی فکر سوار ہو رہا ہے۔ خدا کرے دینی مدارس اور دینی مراکز میں یہ عام ہو جائے اور زیادہ سے زیادہ ذاکرین پیدا ہو جائیں۔ یہ ناکارہ دل سے دعا کرتا ہے کہ اللہ جل شانہ تمہیں بھی اور اس سیئہ کار اور میرے سب دوستوں کو ذکر کی تبرکات سے نوازے۔

فقط والسلام
حضرت اقدس شیخ الحدیث صاحب زید مجدہ'
بقلم نجیب اللہ ۷ مارچ ۸۲ء

از کاتب سلام مسنون
درخواست دعا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دعوت و تبلیغ میں

ذکر کی اہمیت

ذکر اللہ کے بارے میں حضرت مولانا محمد الیاس صاحب قدس سرہٗ کے
مکاتیب و ملفوظات کا مجموعہ

○

مرتبہ
محمد اقبال ۔ المدینۃ المنورۃ حال وارد مسجد اسٹینگر ۔ جنوبی افریقہ

○

ناشر
ادارہ اسلامیات ۱۹۰، انارکلی لاہور

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم اما بعد :

آج مورخہ ۱۰ رمضان المبارک سنہ ۱۴۰۱ھ اسٹینگر مسجد جنوبی افریقہ میں حضرت قطب الاقطاب شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب دامت برکاتہم نے احقر کو حکم دیا کہ ذکر کی اہمیت میں میرے چچا جان حضرت مولانا محمد الیاس صاحب نور اللہ مرقدہٗ کے مکاتیب وملفوظات یکجا کر دو حسب ارشاد اس وقت بسم اللہ کر دی کیونکہ حضرت اقدس آج کل ذکر کی لائن کو زندہ کرنے اور خانقاہوں کے فروغ کی طرف خاص طور سے متوجہ ہیں چنانچہ اس سلسلہ میں ایک خواب بیان فرمایا جس کو حضرت ہی کے الفاظ میں درج کرتا ہوں۔ فرمایا کہ سید الکونین حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی مجھے زیارت ہوئی اور حضرت گنگوہی نور اللہ مرقدہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے۔ انھوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی کہ زکریا کو حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی خدمت میں حاضری کا اشتیاق بہت ہو رہا ہے لیکن میرا جی چاہتا ہے کہ کچھ اور اس سے کام لیا جاتے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں اس کو یہاں آنے کا اشتیاق تو بہت ہے مگر میرا بھی یوں ہی جی چاہتا ہے کہ اس سے کچھ اور کام لیا جاتے۔ اس خواب کے بعد میں بہت حیرت میں پڑ گیا کہ میں کسی کام کا نہیں، ساری عمر یوں ہی بیکار ضائع کی۔ اب کیا کام کروں گا اور یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضری کا اشتیاق ہیں کیا کروں میرا حاضری کا مونہہ ہی نہیں۔ مگر کچھ دنوں بعد چچا جان کا واقعہ یاد آیا وہ یہ کہ جب چچا جان (حضرت مولانا محمد الیاس صاحب دہلویؒ) مدینہ منورہ آئے تو ان کا ارادہ یہاں ٹھہر جانے کا ہوا۔ روضہ اقدس سے اشارہ ہوا کہ ہندوستان جاؤ تم سے کام لینا ہے۔ چچا جان نے فرمایا کہ میں بہت دنوں تک پریشان رہا کہ بولنا مجھے نہیں آتا، تقریر مجھے نہیں آتی، میں ضعیف کیا کام کروں گا۔ کچھ دنوں کے بعد حضرت شیخ الاسلام مدنیؒ کے بڑے بھائی مولانا سید احمد صاحب نے جب انھیں پریشان دیکھا تو کہا اس میں پریشانی کی کیا بات ہے؟ یہ تو نہیں کہا گیا کہ تم کام کرو بلکہ کہا گیا کہ تم سے کام لیا جاتے گا۔ لینے والا خود لے لے گا۔ اسکے بعد چچا جان کو اطمینان ہوا۔ ہندوستان واپس آکر تبلیغی کام شروع ہوا اور ماشاء اللہ خوب چلا۔ میں نے سوچا کہ یوں نہیں کہا کہ تو کر بلکہ یوں کہا کہ کام لیا جاتے۔ میں سوچتا ہی رہا کچھ

دنوں بعد خیال ہوا کہ ذکر شغل کی لائن ٹوٹ گئی ہے۔ ہندوستان پاکستان کی اکثر خانقاہیں برباد ہو گئی ہیں اس واسطے شاید حضرت گنگوہیؒ کی بھی یہی منشا ہو کہ ذکر شغل ان کی خانقاہ کا اہم مشغلہ تھا۔ اور جب حضرت آنکھوں سے معذور ہو گئے تو تعلیم کی جگہ بھی ذکر شغل نے لے لی تھی۔ اس لئے مجھے ذکر شغل کا اہتمام ہو گیا اور اسی بنا پر اپنے معمولات اور معذوری کے باوجود لندن پاکستان (اور اب افریقہ) جہاں جہاں بھی خانقاہ قائم کرنے کا وعدہ ہو جس حال میں بھی ہوں پہنچنے کی کوشش کرتا ہوں۔ اللہ کرے یہ کام اللہ کے فضل سے کچھ چل جائے۔ اور یہی مراد حضرت کی بھی ہو تو کچھ سرخروئی ہو جائے"۔

اِنْتَہٰی کَلَامُہٗ۔ چنانچہ جہاں جہاں اس سلسلہ میں حضرت کا سفر ہوا کہیں خانقاہیں اور کہیں جگہ مجالسِ ذکر قائم ہوئیں۔ پاکستان کے سفر میں فیصل آباد کے علاوہ کراچی۔ لاہور اور راولپنڈی کے قریب جہاں جہاں میں مجالسِ ذکر قائم ہوئیں۔ اور اہلِ مدارس اپنی اپنی جگہ ذکر کے سلسلہ کو جاری کرنے کیطرف متوجہ ہوئے۔

احقر مرتب عرض کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت شیخ کی ذات و مزاج کو عجیب و غریب جامعیت عطا فرمائی ہے جس نے بارہا پنبہ و آتش شیشہ و آہن کو جمع کر کے دکھایا اس وقت مختلف مذاق کے لوگ اور مختلف مشائخ سے تعلق رکھنے والے اور تمام مدارس اور دیگر دینی شعبوں کے ذمہ دار حضرات حضرت کو اپنا سرپرست، ملجا و ماویٰ مانتے ہیں اور اپنی علمی و عملی مشکلات اور الجھنوں میں حضرت کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

آج کل ہر دینی شعبے میں انتشار اور فتن کا خوب زور ہے اور تمام خرابیوں کا باعث اخلاص و تعلق باللہ کی کمی ہے جس کا واحد علاج ذکر اللہ کی کثرت ہے۔ حضرت فرمایا کرتے ہیں کہ حدیث پاک میں ہے کہ جب اللہ اللہ کرنے والا کوئی نہ رہے گا تو دنیا کو ختم کر دیا جائے گا۔ تو جس چیز پر سارے عالم کے قیام کا مدار ہو وہ چیز مدارس اور ہر دینی شعبے کی بقا اور ترقی و فلاح کا باعث ہوگی۔ اس لئے حضرت اقدس آج کل اس لائن کی طرف متوجہ ہیں اور اللہ تعالیٰ نے حضرت کو جو مقام دیا ہے اسکے لوازمات میں سے یہ ہے کہ جس امر کی طرف حضرت متوجہ ہوں وہ مؤیّد مِنَ اللہ ہوتا ہے۔ اس میں لگنے والے فلاح پاتے ہیں اس لئے حضرت کے تمام منتسبین کو خصوصیت سے ذکر کی لائن کے فروغ کیطرف متوجہ ہونا چاہیئے۔

دین کا ایک اہم شعبہ تبلیغی جماعت کا کام ہے جسکے اکثر ذمہ دار حضرات، حضرت ہی کے خصوصی

خلفاء میں سے ہیں، اور اکثر کارکن حضرتؒ ہی سے بیعت ہیں اس لئے ان حضرات کو خصوصاً اور دیگر تمام احباب کو عموماً اس رسالہ کو بہت غور سے پڑھنا چاہیئے۔ ذکر کے فضائل میں تو حضرتؒ کا ایک رسالہ برکاتِ ذکر تبلیغی نصاب میں داخل ہے۔ لیکن تبلیغ کے لئے ذکر کی ضرورت اور اہمیت کے بارے میں یہاں مجددِ التبلیغ حضرت دہلویؒ کے ملفوظات ملاحظہ فرمائیں۔ یہ مکاتیب و ملفوظات کئی برس پہلے چھپی تھیں پھر ختم ہو جانے پر حضرت اقدس شیخ دام مجدہم نے زیر نگرانی صرف فرما کر دوبارہ چھپوائیں اور اب اُنھیں ملفوظات میں سے صرف ذکر کی اہمیت سے متعلق مکاتیب اور ملفوظات کو جمع کیا جا رہا ہے۔

مصلحین اور مجددین کی تاریخ پر ایک نگاہ ڈالی جائے تو سب میں قدرِ مشترک یہ چیز ملے گی کہ سب نے ہی علوم ظاہری سے فراغ کے بعد کسی اللہ والے کی صحبت میں بیٹھ کر ذکر و شغل کیا، جب معتدبہ مدت ذکر شغل کر لیا اور تعلق باللہ پیدا ہو گیا تب ان سے دین کا کام لیا گیا۔ اپنے اکابر میں حضرت شاہ ولی اللہؒ ان کے نامور صاحبزادے، ان کا خانوادہ حضرت سید احمد شہیدؒ۔ قطب الارشاد حضرت گنگوہیؒ حضرت نانوتویؒ حضرت سہارنپوری نور اللہ مرقدہم کی مثالیں ہمارے سامنے ہیں خود مجددِ تبلیغ حضرت مولانا محمد الیاس صاحب نور اللہ مرقدہٗ جن پر موجودہ دور کی ضرورت کے مناسب تبلیغ کی یہ صورت اسکے نمبر اور اصول واضح ہوئے یہ ان کے ظاہری علوم اور ذہانت کا نتیجہ نہ تھے بلکہ یہ اس بے قراری اور اخلاص کا نتیجہ تھا جو کہ ذکر شغل کی لائن سے پیدا ہوئی ہے چنانچہ ایک دفعہ فرمایا کہ اس تبلیغ کا طریقہ بھی مجھ پر خواب میں منکشف ہوا۔ ان کے ملفوظات درج کرنے سے پہلے ان کے اس لائن کے کچھ ابتدائی حالات مختصر طور پر لکھے جاتے ہیں۔ ان حالات کا اکثر حصہ حضرتؒ کی سوانح "دینی دعوت" سے ماخوذ ہے۔

مجدد التبلیغ حضرت مولانا محمد الیاس دہلویؒ

حضرت دہلویؒ کا بچپن گنگوہ شریف میں حضرت اقدس گنگوہیؒ کی خانقاہ میں گزرا۔ وہیں تعلیم حاصل کی اور حضرت گنگوہیؒ کی وفات تک دس برس وہیں قیام رہا۔ گنگوہ اس وقت صلحاء و فضلاء کا مرکز تھا۔ ان کی اور خود حضرت گنگوہیؒ کی صحبت و مجالس کی دولت حضرت دہلویؒ کو شب و روز حاصل تھی۔ دینی جذبات کی پرورش نیز دین کی سمجھ اور اس کا سلیقہ پیدا کرنے میں ان کیمیا اثر صحبتوں اور مجلسوں کو جو دخل ہے وہ اہل نظر سے پوشیدہ نہیں حضرت کی دینی اور روحانی زندگی میں اس ابتدائی ماحول کا فیض برابر شامل ہا

حضرت مولانا محمد یحییٰ صاحبؒ جو حضرت کے بھائی، استاد اور مربی تھے اس بات کا خاص اہتمام رکھتے تھے کہ ہونہار بھائی ان صحبتوں اور مجلسوں کے فیوض سے پورے طور پر مستفید ہو حضرت فرمایا کرتے تھے کہ جب حضرت گنگوہیؒ کے خاص فیض یافتہ اور تربیت یافتہ علماء آتے تو بعض اوقات بھائی میرا درس بند کر دیتے اور کہتے کہ اب تمہارا درس یہ ہے کہ تم ان حضرات کی صحبت میں بیٹھو اور انکی باتیں سنو۔

حضرت قطب الارشاد گنگوہیؒ بالعموم بچوں اور طالب علموں کو بیعت نہیں کرتے تھے مگر مولانا محمد الیاس صاحبؒ کے غیر معمولی حالات کی بنا پر ان کی خواہش اور درخواست پر ان کو بیعت کر لیا۔

حضرت کی فطرت میں شروع سے محبت کی چنگاری تھی۔ آپ کو حضرت گنگوہیؒ سے ایسا قلبی تعلق پیدا ہو گیا تھا کہ آپ کے بغیر تسکین نہ ہوتی تھی۔ فرماتے تھے کہ کبھی کبھی رات کو اٹھ کر صرف چہرہ دیکھنے کے لئے جاتا۔ زیارت کرکے پھر آکر سوتا حضرت کو بھی آپ کے حال پر ایسی ہی شفقت تھی فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ میں نے بھائی سے کہا کہ حضرت اجازت دے دیں تو میں حضرت کے قریب بیٹھ کر مطالعہ کیا کروں حضرت مولانا یحییٰ صاحبؒ نے حضرت اقدس گنگوہیؒ سے ذکر کیا تو فرمایا مضائقہ نہیں الیاس کی وجہ سے میری خلوت میں فرق اور طبیعت میں انتشار پیدا نہ ہو گا۔

حضرت گنگوہیؒ کے وصال کے بعد حضرت مولانا خلیل احمد صاحبؒ قدس سرہ سے رجوع کرکے ان کی نگرانی و رہنمائی میں منازل سلوک طے کئے۔

گنگوہ کے قیام میں خانقاہ کی مسجد کے قریب ایک تنگ گلی میں جہاں لوگوں کی آمد و رفت نہ تھی گھنٹوں آنکھیں بند کئے مراقب رہتے تھے۔ جب حضرت شیخ زید مجدہم ان سے بوستان پڑھا کرتے تھے تو وہ جاکر کتاب سُنانا شروع کر دیتے جب کہیں غلطی آجاتی تو حضرت دہلویؒ بغیر کچھ بولے انگلی سے کتاب بند کر دیتے یعنی چلے جاؤ اور یاد کرکے آؤ۔ حضرت کا حضرت گنگوہیؒ کے دوسرے خلفاء سے عقیدت مندی اور صحبت و استفادہ کا تعلق برابر قائم رہا۔ شاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوریؒ، مولانا محمود الحسن صاحب دیوبندیؒ اور مولانا حکیم الاُمت اشرف علی صاحب تھانوی رحمہم اللہ سے ایسا تعلق تھا کہ فرماتے تھے یہ حضرات میرے جسم و جان میں بسے ہوئے تھے۔

بستی نظام الدین میں حضرت کے بڑے بھائی حضرت مولانا محمد صاحب کا قیام تھا ان کی وفات کے بعد خاندان کے محبّین و معتقدین نے حضرت سے اصرار کیا کہ اب نظام الدین میں قیام فرمائیں مگر حضرت نے اپنی آمد کو حضرت سہارنپوریؒ کی اجازت پر معلق کیا۔ چنانچہ حضرت سہارنپوریؒ کی اجازت و مشورہ کے مطابق نظام الدین میں قیام فرمایا۔ یہ زمانہ حضرت کے بڑے مجاہدے و ریاضت کا تھا۔ ہمایوں کے مقبرے کے شمال میں عبدالرحیم خانخاناں کے مقبرے اور حضرت مرزا مظہر جان جاناںؒ کے شیخ سید نور محمد بدایونیؒ کے مزار کے قریب پہروں خلوت میں رہتے۔ دوپہر کا کھانا وہیں چلا جاتا اور رات کا مکان آکر کھاتے۔ نماز سب وقتوں کی جماعت کے ساتھ پڑھتے جس کی صورت یہ ہوتی کہ چند طلباء نماز کے اوقات میں ایک ایک لوٹا پانی کا لے کر وہاں پہنچ جاتے حضرت وضو وغیرہ کرکے باجماعت نماز پڑھتے۔ طلباء واپس آجاتے اور حضرت وہیں بیٹھے رہتے۔

یہ تو ابتدائی دور تھا لیکن تبلیغی کام شروع ہونے کے بعد ذکر کے اہتمام میں ذرا فرق نہیں آیا۔ حضرت شیخ زید مجدہم سے بارہا سُنا کہ میرے چچا جان نور اللہ مرقدہٗ اپنی شدتِ علالت سے پہلے تک دوازدہ تسبیح (سلسلہ چشتیہ کا بارہ تسبیح کا ذِکر بالجہر) کا بڑا اہتمام فرماتے تھے ماہِ مبارک میں عصر کے بعد ذِکر کرتے تھے۔ اس وقت پاس بیٹھنے والے کو بھی طراوٹ آجاتی تھی۔

مکتوب حضرت دہلویؒ قدس سرہ بنام کارکنانِ میوات

(١) میرے دوستو اور عزیزو! تمہارے ایک ایک سال دینے کی خبر جو ابھی سے مسرت ہو رہی ہے وہ تحریر سے باہر ہے اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں اور توفیق مزید عطا فرمائیں میں چند باتوں کی طرف آپ صاحبان کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں

١۔ اپنے اپنے ان لوگوں کی فہرست جمع کرکے مجھے اور شیخ الحدیث صاحب کو لکھیں کہ جو ذکر شروع کر چکے ہیں یا اب کر رہے ہیں یا چھوڑ چکے ہیں۔

٢۔ دوسرے جو بیعت ہیں اور ان کو بیعت کے بعد جو بتایا جاتا ہے اس کو نباہ رہے ہیں یا نہیں۔

٣۔ ہر مرکز میں جو مکاتب ہیں ان کی نگرانی اور جدید مکاتب کی جہاں جہاں ضرورت ہو۔

٤۔ تم خود بھی ذکر اور تعلیم میں مشغول ہو یا نہیں اگر نہیں ہو تو بہت جلد اب تک کی غفلت سے نادم ہو کر شروع کر دو۔

٥۔ نمبر ١ سے مراد یہ ہے کہ جن کو بارہ تسبیح (ذکر کے اس طریق کو سلسلہ چشتیہ کی دو ازدہ تسبیح کہتے ہیں) بتائی ہیں وہ پورا کرتے ہیں یا نہیں اور انھوں نے ہم سے پوچھ کر کیا ہے یا خود اپنی تجویز سے ذکر کرنے والوں کو دیکھ کر شروع کر دیا ہے۔ ہر ہر شخص سے دریافت کرکے نمبروار تفصیل لکھو۔

٦۔ اپنے مرکزوں سے ہر ہر نمبر کے متعلق نمبروار تفصیل کے ساتھ کارگذاری میرے اور شیخ الحدیث صاحب کے پاس روانہ کرنے کا اہتمام ہو۔

٧۔ جو ذکر بارہ تسبیح کر رہے ہیں ان کو آمادہ کرو کہ وہ ایک ایک چلّہ رائے پور جا کر گزاریں۔ (رائے پور ضلع سہارنپور میں حضرت شاہ عبدالقادر صاحبؒ کی خانقاہ ہے اور ذکر شغل کی لائن کی تعلیم و تربیت کی جگہ کو خانقاہ کہا جاتا ہے۔)

٨۔ حضرت تھانویؒ کے لئے ایصالِ ثواب کا بہت اہتمام کیا جائے۔ ہر طرح کی خبریں انکو ثواب

پہنچایا جائے۔ کثرت سے قرآن کریم ختم کرتے جائیں۔ یہ ضروری نہیں کہ سب اکٹھے ہوکر ہی پڑھیں بلکہ ہر ہر شخص کا تنہائی میں پڑھنا زیادہ بہتر ہے۔ تبلیغ میں نکلنے کا ثواب سب سے زیادہ ہے اس لئے اس صورت سے زیادہ پہنچاؤ۔

۹۔ حضرت تھانویؒ سے منتفع ہونے کے لئے ضروری ہے کہ ان کی محبت ہو اور ان کے آدمیوں سے اور ان کی کتابوں کے مطالعہ سے منتفع ہوا جائے۔ ان کی کتابوں کے مطالعہ سے علم آوے گا اور اُن کے آدمیوں سے عمل۔ اس وقت یہ چند ضروری باتیں عرض کر دیں۔ آئندہ تمہاری کارگذاری آنے پر جو چیزیں بندہ کے نزدیک ضروری ہونگی انشاء اللہ عرض کرتا رہوں گا۔

۱۰۔ میرے دوستو! تمہارے نکلنے کا خلاصہ تین چیزوں کا زندہ کرنا ہے۔ ذکر۔ تعلیم۔ تبلیغ۔ یعنی تبلیغ کیلئے باہر نکالنا اور ان کو ذکر و تعلیم کا پابند کرنا

۱۱۔ پُرانے آدمیوں کو خصوصاً جو میرے بھائی کے ملنے والے ہیں ان کو۔ اہتمام سے اس کام میں اپنے ساتھ لگانے میں خصوصی کوشش کریں۔

۱۲۔ اپنے اوقات کی قدر کریں اور لایعنی سے خود بھی بچیں اور دوسروں کو بھی اس سے بچنے کی ترغیب دیں تمہارا عمل دوسروں کے لئے نمونہ ہوگا۔

۱۳۔ شیطان کی کامیابی دو چیزوں میں لگا دینا ہے۔ اوّل لایعنی دوسرے اپنی راحت و آرام کے فکر میں پڑ جانا۔

(۲) اسی طرح حضرت اپنے ایک طویل مکتوب کے آخر میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

"اگر تم تبلیغ کی کوشش کے ساتھ ساتھ ذکر پر بھی مداومت رکھو گے تو انشاء اللہ عجیب و غریب برکات دیکھو گے"

(۳) ایک طویل مکتوب میں تبلیغ میں نکلنے والوں کی ذمہ داریاں بیان فرماتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ "کوشش کرنے والے کو کوشش کرتے وقت اپنے مادجب میں نظر کو مخصوص رکھنا اور اپنے قلب کو حکم دینے والے کی عظمت میں مشغول رکھنا، اپنی قربانی کو خلوص کے ساتھ کامل کرنیکے دھیان میں نکلنے کے زمانہ میں خصوصاً ذکر اور تخلیہ کی فکر میں ساعات کو گزارنے

میں مشغول رکھنا بس یہ نکلنے والوں کی ذمہ داریاں ہیں"۔

ذکر کے بغیر تبلیغی جدوجہد کے فتنہ وضلالت کا دروازہ بن جانے کا خطرہ

(۴) ایک دن بعد نمازِ فجر جب کہ اس تحریک میں عملی حصہ لینے والوں کا نظام الدین کی مسجد میں بڑا مجمع تھا اور حضرت مولانا (حضرت دہلوی) کی طبیعت اس قدر کمزور تھی کہ بستر پر لیٹے لیٹے بھی دو چار لفظ بہ آواز نہیں فرما سکتے تھے تو اہتمام سے ایک خاص خادم کو طلب فرمایا اور اس کے واسطے سے اس پوری جماعت کو کہلوایا کہ "آپ لوگوں کی یہ ساری چلت پھرت اور ساری جدوجہد بے کار ہوگی اگر اس کے ساتھ علم دین اور ذکر اللہ کا اہتمام آپ نے نہیں کیا۔ (گویا یہ علم و ذکر دو بازو ہیں جن کے بغیر اس فضا میں پرواز نہیں کی جا سکتی) بلکہ سخت خطرہ ہے اور اندیشہ ہے کہ اگر ان دو چیزوں کی طرف سے تغافل برتا گیا تو یہ جدوجہد مبادا فتنہ اور ضلالت کا ایک نیا دروازہ نہ بن جائے۔"

آگے پھر فرماتے ہیں کہ "علم و ذکر کی اہمیت کو اس سلسلہ میں کبھی فراموش نہ کیا جائے اور اس کا ہمیشہ خاص اہتمام رکھا جائے۔ ورنہ آپ کی یہ تبلیغی تحریک بھی ایک آوارہ گردی ہو کر رہ جائے گی۔ اور خدانخواستہ آپ لوگ سخت خسارہ میں رہیں گے۔"

مرتبِ ملفوظات حضرت مولانا منظور نعمانی لکھتے ہیں کہ "حضرت مولانا کا مطلب اس ہدایت سے یہ تھا کہ اس راہ میں کام کرنے والے تبلیغ و دعوت کے سلسلہ کی محنت و مشقت، سفر و ہجرت اور ایثار و قربانی ہی کو اصل کام نہ سمجھیں جیسا کہ آج کل کی عام ہوا ہے بلکہ دین کے تعلیم و تعلم اور ذکر اللہ کی عادت ڈالنے اور اس سے تعلق پیدا کرنے کو اپنا اہم فریضہ سمجھیں، بالفاظِ دیگر ان کو صرف سپاہی اور مبلغ ہی بننا نہیں ہے بلکہ طالب علم دین اور اللہ کا یاد کرنے والا بندہ بھی بننا ہے۔"

ذکر اللہ کے اہتمام کے بغیر نکلنا کچھ بھی نہیں اور ذکر اپنے بڑوں کی زیر ہدایت و نگرانی ہو ورنہ شیطان کے جال میں پھنس جانے کا بڑا اندیشہ ہے۔

(۵) فرمایا: "ہماری اس دینی دعوت میں کام کرنے والے سب لوگوں کو یہ بات اچھی طرح سمجھا دینی چاہئے کہ تبلیغی جماعتوں کے نکلنے کا مقصد صرف دوسروں کو پہنچانا اور بتانا ہی نہیں ہے بلکہ اس ذریعہ سے اپنی اصلاح اور اپنی تعلیم و تربیت بھی مقصود ہے، لہٰذا نکلنے کے زمانہ میں علم و ذکر میں مشغولیت کا بہت زیادہ اہتمام کیا جائے۔ علم دین اور ذکر اللہ کے اہتمام کے بغیر نکلنا کچھ بھی نہیں ہے۔ پھر یہ بھی ضروری ہے کہ علم و ذکر میں یہ مشغولیت اس راہ کے اپنے بڑوں سے وابستگی رکھتے ہوئے اور ان کی زیر ہدایت و نگرانی ہو۔ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا علم و ذکر اللہ تعالیٰ کی زیر ہدایت تھا اور صحابہ کرام حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے علم و ذکر کر لیتے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کی پوری پوری نگرانی فرماتے تھے۔ اسی طرح ہر زمانے کے لوگوں نے اپنے بڑوں سے علم و ذکر لیا اور ان کی نگرانی اور رہنمائی میں تکمیل کی۔ ایسے ہی آج بھی ہم اپنے بڑوں کی نگرانی کے محتاج ہیں ورنہ شیطان کے جال میں پھنس جانے کا بڑا اندیشہ ہے۔"

تبلیغی دوڑ دھوپ کرنیوالوں کیلئے خلوت، تبتّل اور کثرتِ ذکر کی زیادہ ضرورت

(۶) فرمایا: "انبیاء علیہم السلام باوجودیکہ معصوم اور محفوظ ہیں کہ علوم و ہدایت براہ راست حق تعالیٰ سے حاصل کرتے ہیں لیکن جب ان تعلیمات و ہدایات کی تبلیغ میں ہر طرح کے لوگوں سے ملنا جلنا اور ان کے پاس آنا جانا ہوتا ہے تو ان کے مبارک اور منوّر قلوب پر

بھی عوام الناس کی کدورتوں کا اثر پڑتا ہے پھر تنہائی کے ذکر و عبادت کے ذریعہ وہ اس گرد و غبار کو دھوتے ہیں۔"

(۷) فرمایا کہ "ذکر شرِ شیاطین سے بچنے کے لئے قلعہ اور حصنِ حصین ہے۔ لہٰذا جس قدر غلط اور بُرے ماحول میں تبلیغ کے لئے جایا جائے شیاطین جن و انس کے بُرے اثرات سے اپنی حفاظت کے لئے اُسی قدر زیادہ ذکر اللہ کا اہتمام کیا جاتے۔"

(۸) فرمایا: "سورۃ مزمل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو قیام لیل (تہجد) کا حکم دیتے ہوئے جو یہ فرمایا گیا ہے کہ اِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ سَبۡحًا طَوِيۡلًا (اے رسول دن میں تم کو بہت چلنا پھرنا پڑتا ہے)۔ تو اس میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی دن کی دوڑ دھوپ اور جلت پھرت کی وجہ سے رات کی اندھیری اور تنہائی میں یکسوئی کے ساتھ عبادت کی ضرورت تھی۔ پھر اس آیت سے اگلی آیت میں جو متصلاً فرمایا گیا وَاذۡكُرِ اسۡمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلۡ إِلَيۡهِ تَبۡتِيۡلًا (اور اپنے رب کے نام کی یاد کرو اور یکسوئی سے ہمہ تن اس کی طرف متوجہ ہو) تو اس سے بھی اسی مضمون کی مزید تائید ہوتی ہے کہ تبلیغی دوڑ دھوپ کرنیوالوں کو ذکر و فکر اور یکسوئی کے ساتھ اللہ کی عبادت کی خصوصیت سے ضرورت ہوتی ہے۔ پس ہم کو بھی اسکے مطابق عمل کرنا چاہیئے۔ بلکہ ہم اس کے بہت زیادہ محتاج ہیں، کیونکہ اولاً ہم خود کچے اور ظلمتوں سے بھرے ہوئے ہیں پھر اپنے جن بڑوں سے ہم دینی فیوض اور ہدایات حاصل کرتے ہیں وہ بھی ہماری طرح غیر معصوم ہیں اور جن میں تبلیغ کے لئے جاتے ہیں وہ بھی عام انسان ہی ہیں۔

غرض ہم میں خود بھی کدورتیں ہیں اور ہمارے دونوں جانب بھی بشری کدورتیں ہیں جن کا ہم پر اثر پڑنا لازمی اور فطری ہے۔ اسی لئے ہم اسکے بہت ہی زیادہ محتاج ہیں کہ رات کی اندھیریوں اور تنہائیوں میں اللہ کے ذکر اور عبادت کا اہتمام کریں۔ قلب پر پڑے ہوئے بُرے اثرات کا یہ خاص علاج ہے۔"

(۹) فرمایا: "مجھے جب بھی میوات جانا ہوتا ہے تو ہمیشہ اہلِ خیر اور ذکر کے مجمع کے ساتھ جاتا

ہوں پھر بھی عمومی اختلاط سے قلب کی حالت اس قدر متغیر ہو جاتی ہے کہ جب تک اعتکاف کے ذریعہ اس کو غسل نہ دوں یا چند روز کے لیے سہارنپور (جہاں عربی مدرسہ اور اہلِ ذکر مشائخ کا ماحول ہے) یا رائے پور (جہاں ذکر و شغل کے لئے خانقاہ ہے) کے خاص مجمع اور خاص ماحول میں جا کر نہ رہوں قلب اپنی حالت پر نہیں آتا۔

دوسروں سے بھی کبھی کبھی فرمایا کرتے تھے کہ دین کے کام کرنے والوں کو چاہیئے کہ گشت اور چلت پھرت کے طبعی اثرات کو خلوت کے ذکر و فکر کے ذریعہ دھویا کریں۔

اسی ملفوظ کا حوالہ دیتے ہوئے حضرت شیخ رحمہ اللہ نے ایک گرامی نامہ لکھوایا کہ جب شیخ المشائخ کا یہ حال تھا تو میرا تمہارا کیا حال ہوگا۔ اس سے بھی بڑھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز میں التباس پیدا ہوا سلام کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "لوگ اچھی طرح وضو کر کے نہیں آتے ہماری نماز میں گڑبڑ کرتے ہیں"

(۱۰) فرمایا: "علم و ذکر کا کام ابھی تک ہمارے مبلغین کے قبضہ میں نہیں آیا اس کی مجھے بڑی فکر ہے اور اس کا طریقہ یہی ہے کہ ان لوگوں کو اہلِ علم اور اہلِ ذکر کے پاس بھیجا جائے اور ان کی سرپرستی میں تبلیغ بھی کریں اور ان کے علم و صحبت سے مستفید ہوں"

(۱۱) فرمایا: "ہماری تبلیغ میں علم و ذکر کی بڑی اہمیت ہے۔ بدون علم کے نہ عمل ہو سکے، عمل کی معرفت۔ اور بدون ذکر کے علم ظلمت ہی ظلمت ہے اس میں نور نہیں ہو سکتا مگر ہمارے کام کرنے والوں میں اس کی کمی ہے"

(۱۲) حضرت دہلوی کے مذکورہ بالا ملفوظات کا حاصل حضرت کے جانشین حضرت جی مولانا محمد یوسف صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زبانی سنیں۔ ایک مکتوب میں فرماتے ہیں "علم و ذکر اس کام کے دو بازو ہیں (کسی کسی جگہ گاڑی کے دو پہیوں کی مثال دیا کرتے تھے)۔ ان میں سے ایک کی کمی اور سستی اصل کام کے لئے سخت مضر اور کمزور کرنے والی ہے۔ ہر ایک ہی جگہ نہایت ضروری اور لابدی ہے علم و ذکر کے مراکز خانقاہیں مدارس ہیں۔ ہم اپنے ان دونوں بازوؤں کو قوی کرنے کے اندر ہر طرح ہر وقت اہلِ علم، علماء اور مشائخ کے محتاج ہیں۔ وہ ہمارے

بالخصوص ان دو اہم امور میں معتقد راہیں۔ ہمارے ذمہ لازم ہے کہ علم و ذکر کی وجہ سے ان کی خوب قدر کریں۔ ان کی خدمت کریں، ان کی صحبت کو اپنے لئے باعث اصلاح و نجات سمجھیں۔"

(۱۳) فرمایا: "ہمارے سب کام کرنے والوں کو یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لینی چاہیئے کہ تبلیغ کے لئے باہر جانے کے زمانے میں بالخصوص علم و ذکر کی طرف بہت زیادہ توجہ کریں علم و ذکر میں ترقی کے بغیر دینی ترقی ممکن نہیں۔ نیز علم و ذکر کی تحصیل و تکمیل اس راہ کے اپنے بڑوں سے وابستگی رکھتے ہوئے اور ان کی زیر ہدایت اور ان کی نگرانی میں ہو۔"

حضرت شیخ زید مجدہ کو اپنے ایک؛ الانامہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ میری ایک پرانی تمنا ہے کہ خاص اصولوں کے ساتھ مشائخ طریقت کے یہاں یہ جماعتیں آداب خانقاہ کی بجا آوری کرتے ہوئے خانقاہوں میں فیض اندوز ہوں۔"

(۱۴) فرمایا: "دو چیزوں کا مجھے بڑا فکر ہے۔ ان کا اہتمام کیا جاتے۔ ایک ذکر کا کہ اپنی جماعت میں اس کی کمی پا رہا ہوں۔ ان کو ذکر بتلایا جاوے۔ دوسرے اہل اموال کو مصرف زکوٰۃ سمجھایا جائے کہ ان کی زکوٰتیں اکثر برباد جا رہی ہیں۔"

اللہ تعالیٰ ہم کو اپنے اکابر کے نقش قدم پر چلائے اور ذکر کے اہتمام اور فکر کرنے کی توفیق دے۔ آمین۔ فقط

وما توفیقی الا باللہ، وصلی اللہ تعالیٰ خیر خلقہ سیدنا ومولانا محمدٍ وآلہ وصحبہ اجمعین برحمتك یا ارحم الراحمین۔

محمد اقبال

حال وارد مسجد سٹینگر

جنوبی افریقہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَعَهِدْنَا إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ أَن طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْعَاكِفِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ

قطب الاقطاب برکۃ العصر حضرت شیخ الحدیث دامت برکاتہم

— کا —

اہم گرامی نامہ

جس میں

دعوت و تبلیغ والوں کیلئے اعتکاف کی اہمیت کو بیان
فرمایا گیا ہے مع اضافہ فضائل اعتکاف،

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم اما بعد:

قطب الاقطاب حضرت شیخ الحدیث صاحب دامت برکاتہم کا ایک تازہ مکتوب گرامی جو مختصر ہی بہت اہم ہے اور مکتوب الیہ کے لئے کافی وشافی تھا لیکن رمضان المبارک میں حضرت اقدس نے احقر کو ارشاد فرمایا کہ تم اس خط کی روشنی میں اعتکاف کی فضیلت و اہمیت کو کچھ تفصیل سے لکھ کر مع اس خط کے ساتھ شائع کردو۔ ماہ رمضان کے بعد سے تک جنوبی افریقہ اور زامبیا کے مسلسل سفر کی وجہ سے شروع نہ ہو سکا۔ اب دارالعلوم ہالکمب بری انگلستان میں قیام ہوا اور وقت ملا اس لئے آج مورخہ ۲۷ شوال ۱۴۰۱ھ مطابق ۲۸ اگست ۱۹۸۱ء شب جمعۃ المبارک اس رسالہ کی ابتدا کرتا ہوں اس میں مندرجہ ذیل عنوانات کے تحت چار فصلوں کو مختصر طور پر تحریر کرکے انشاء اللہ مکتوب گرامی نقل کروں گا تاکہ مکتوب الیہ کے علاوہ حالات سے ناواقف حضرات بھی حضرت کے ارشادات سے پورا نفع حاصل کرسکیں۔

فصل نمبر ۱: حضرت اقدس کے تبلیغی جماعت سے تعلق کی قدامت اور حضرت کی آج کل کی دلسوزی۔

فصل نمبر ۲: اعتکاف کی شرعی حیثیت اور فضیلت۔

فصل نمبر ۳: تبلیغ میں اعتکاف کی ضرورت اور اس بارے میں اکابر کے ارشادات اور ان کا معمول

فصل نمبر ۴: مکتوب گرامی اور حضرت شیخ کے اس کو شائع کرانے کی وجوہات۔

الحمد للہ محض اللہ تعالیٰ کے لطف وکرم سے اور پھر حضرت والا کی توجہاتِ عالیہ سے یہ رسالہ بروز بدھ مورخہ ۱۴۰۱/۱۱/۳ ہجری کو مکمل ہوگیا اور احقر نے حضرت کو حرف بحرف سُنایا ایک آدھ جگہ حضرت نے تصحیح بھی فرمائی اور اب احقر اس تصحیح شُدہ کو کاتب کے حوالہ کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتا ہے کہ محض اپنے فضل اور احسان سے اسے کاتب و تمام قارئین کے لئے نافع بنائے۔ آمین

محمد اقبال مدینہ منورہ

حال وارد دار العلوم العربیۃ الاسلامیہ

ہولکمب بری انگلینڈ

فصل اوّل

تبلیغی جماعت سے تعلق کی قدامت

اس بارے میں خود مجددِ تبلیغ حضرت مولانا شاہ محمد الیاس صاحب قدس سرہٗ کے چند خطوط بنام حضرت شیخ دامت برکاتہم نقل کر دینے اِنشاء اللہ کافی ہونگے۔

۱۔ ایک گرامی نامہ میں تحریر فرمایا: میرا یوں جی چاہتا ہے کہ تبلیغ کے ہر نمبر کے متعلق ایک رسالہ لکھ دیں۔

۲۔ ایک مکتوب گرامی میں تحریر فرماتے ہیں۔ میرے عزیز اس تبلیغ کے بوجھ کو بھاری سمجھتے ہوئے بطور اضطرار کے آپ کی خدمت میں دعا اور ہمت کا سائل ہو کر خط لکھتا ہوں۔

میرے عزیز! اس میں شک نہیں کہ آپ کی ہر طرح کی ہمت (ہمت وہ خصوصی توجہ کہلاتی ہے جو شیخ کی مرید کی طرف ہو) اور ہر طرح کی شرکت اسکے فروغ کا سبب ہے (آگے فرماتے ہیں) تمہاری اس ہمت کا اظہار ضروری سمجھتا ہوں کہ بندہ ناچیز کو اس تبلیغ کے اصول قرار دینے میں آپ کی ہمت کو بہت زیادہ دخل ہے حق تعالیٰ مجھے آپ کے شکر کی توفیق بخشیں۔

اللہ کو منظور ہوا اور جیسے کہ آثار ہیں یہ تبلیغ فروغ پکڑے گی تو انشاء اللہ تمہاری یہ تصانیف اور فیوض ہندوستان میں ہی نہیں بلکہ عرب و عجم کو سیراب کرینگے۔ اللہ تعالیٰ تمہیں جزائے خیر دے۔ میری اس میں دعا سے ضرور مدد کیجیو میں بھی دعا کرتا ہوں۔

فقط والسلام

بندہ محمد الیاس

۲۶ رمضان المبارک ۱۳۵۰ھ مطابق ۶ جنوری ۱۹۳۱ء

یہ مکتوب آج سے ۴۴ سال قبل کا ہے جبکہ حضرت شیخ دام مجدہم کی عمر شریف ۴۳ برس کی تھی حضرت دہلوی کی مندرجہ بالا بشارت کو آج دُنیا دیکھ رہی ہے کہا گیا ہے کہ ۲۴ گھنٹہ میں کوئی وقت ایسا نہیں گزرتا جس میں دُنیا کے کسی نہ کسی مُلک میں حضرت کی کوئی نہ کوئی کتاب نہ پڑھی جاتی ہو اور تصنیفی اسلامی دُنیا کے مبصرین کا یہ بھی قول ہے کہ دُنیا میں قرآن پاک کے بعد شاید ہی کسی دُوسری کتاب کی اتنی اشاعت ہوتی ہو جتنی کہ تبلیغی نصاب کی ہوئی۔ اسی طرح تبلیغ کے مُبارک کام میں حضرت شیخ دام مجدہم ہی کے خاص خلفاء اور مُریدین دُنیا کے ہر مُلک میں تبلیغی خدمات انجام دے رہے ہیں اور اکثر مقامات پر وہی اصل ہیں۔

۳۔ ایک گرامی نامہ میں تحریر فرمایا: مجھے آپ (حضرت شیخ) اور حافظ صاحب (حافظ عبد اللطیف صاحب) کے خط کا خصوصیت سے انتظار رہتا ہے کیونکہ اصل تبلیغ کی آپ کے قلوب کی اہمیت آپ کی متانت اور استقلال ہر دل تسلیم کئے ہوتے ہے باقی سب آپ کے قلوب کی کٹھ پُتلی ہیں۔

(حضرت شیخ کے متعلق حضرت دہلویؒ کی یہ فراست تو چالیس برس سے زیادہ پہلے کی ہے اور اب حال ہی میں ایک بزرگ نے مکاشفہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی سُنا کہ یہ (حضرت شیخ) مفتاح القلوب ہیں۔)

حضرت شیخ زید مجدہم والمالی اللہ بقائہٗ اپنی آپ بیتی میں تحریر فرماتے ہیں:۔

ان کے حضرت دہلویؒ) یہاں تبلیغی سلسلہ میں جب کوئی بات پیش آتی تو وہ بلا تکلف فرما دیتے کہ شیخ کے یہاں جب تک پیش نہ ہو اُس وقت تک اس کا فیصلہ نہیں کر سکتا میرے دہلی کے ہر سفر میں کئی کئی مسئلے ہوا کرتے تھے کہ جن کے متعلق سُنا تھا کہ وہ میرے مشورہ اور منظوری پر رُکے ہوتے ہیں۔ اور ایک دفعہ دہلی جانے میں تاخیر ہوئی تو حضرت جی مولانا محمد یوسف صاحب نور اللہ مرقدہٗ اور حضرت مولانا انعام الحسن مدظلہ العالی کی مشکوٰۃ شریف کا شروع حضرت شیخ نور اللہ مرقدہٗ اور حضرت شیخ زید مجدہم کی وجہ سے کئی ماہ مؤخر فرمایا اور ترمذی شریف کی بسم اللہ قبل از وقت یہ کہہ کر کروا دی کہ دوبارہ آنے کا انتظار نہ کرنا پڑے۔

ایک خواب اور اُس کی تعبیر

حضرت شیخ زید مجدہم نے فرمایا کہ ایک دفعہ نظام الدین میں یہ ناکارہ اور حضرت رائپوری تشریف فرما تھے، چچا جان قدس سرہ نے خواب دیکھا کہ سب سے آگے چچا جان چل رہے ہیں انکے پیچھے میں چل رہا ہوں میرے پیچھے حضرت اقدس مدنی و مولانا سہارنپوری چل رہے ہیں۔ فرمایا کہ تعبیر دو۔ حضرت اقدس رائپوری نے تو عادت کے موافق فرمایا کہ اس کی تعبیر تو حضرت شیخ دینگے۔ میں نے عرض کیا کہ پہلا جزو تو صاف ہے کہ میں تو آپ کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کرتا ہوں مگر چلا نہیں جاتا مگر دوسرا جزو بالکل سمجھ میں نہیں آیا۔ فرمانے لگے بس! یہ خواب تو بہت صاف اور واقعہ ہے کسی تعبیر کا محتاج نہیں میری پشت پناہی تم سے ہو رہی ہے اگر تم نہ ہو تو میرے معاصرین مجھ کو کھا لیں گے اور تمہاری پشت پناہی حضرت نور اللہ مرقدہ سے ہو رہی ہے حضرت کی وجہ سے یہ حضرات تم سے دب جاتے ہیں۔

مندرجات بالا سے معلوم ہو گیا کہ امام تبلیغ حضرت دہلوی کے نزدیک حضرت شیخ دام مجدہٗ ان کے پشت پناہ اور اکابر کی جماعت میں حمایت و تائید کرنے والوں میں اور مخالفتوں اور فتنوں کا سدباب کرنے والوں میں ہیں۔ اور اس مبارک کام میں شروع سے لیکر اب تک حضرت اقدس اور ان کے خواص خلفاء وخدام کا بنیادی اور موثر اور نمایاں حصہ رہا ہے تبلیغ کے بعض ذمہ دار کارکن حضرت ہی کی خصوصی کوششوں سے کام میں لگے تھے ۱۳۹۲ھ میں اپنوں اور غیروں کے تبلیغ پر بہت سے اعتراضات کے مفصل و مدلل جوابات میں ایک مستقل رسالہ تصنیف فرمایا جو ۲۲۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ اسی سلسلہ میں حضرت کے قلم مبارک سے ہزاروں خطوط لکھے گئے اور یہ سلسلہ اب تک انتہائی کمزوری اور معذوری کی حالت میں بھی جاری ہے۔

جہاں کہیں تبلیغ کے خلاف یا اس مبارک کام کو نقصان پہنچانے والی کوئی معمولی سی بات بھی کان میں پڑ جاتی ہے فوراً اس کے دفعیہ کے لئے بے چین ہو کر متوجہ ہوتے ہیں اور توقع کے مناسب جو ہو سکتا ہو اس میں دریغ نہیں فرماتے۔

حضرت کے یہاں روزانہ ختم یٰسین شریف ختم خواجگان کے بعد اجتماعی دعاؤں میں اس مبارک کام کے لئے خصوصیت سے دعائیں کرائی جاتی ہیں۔ گرامی ناموں میں اپنی مجالس میں اس مبارک کام کے متعلق ہمیشہ بہت بلند الفاظ ارشاد فرماتے ہیں جو حضرت ہی کی شان کے لائق ہیں۔ مثلاً کئی سال پہلے ایک روز فرمایا کہ ہر زمانہ میں عنایت خداوندی دین کے کسی خاص کام کی طرف خصوصیت سے متوجہ ہوتی ہے جس سے وہ کام بہت فروغ پاتا اور قبول ہوتا ہے۔ اور اس کا مخالف سخت خسران میں ہوتا ہے آج کل وہ عنایتِ خاصہ اس مبارک کام کی طرف متوجہ ہے۔

اسی طرح حضرت کی ڈاک میں کوئی غیبی بشارت یا کامیابی کی کوئی روداد ہوتی ہے تو اس کو مجمع عام میں سنواتے ہیں۔

یہ سب باتیں متعلقین پر روشن ہیں صرف یاددہانی کے لئے بطورِ نمونہ مختصر لکھ کر اس فصل کو ختم کرتا ہوں۔

☆

فصلِ دوم

اعتکاف کی شرعی حیثیت اور فضیلت

قال اللہ تبارک وتعالیٰ وعَهِدْنَا الیٰ ابراهیم واسمٰعیل ان طهرا بیتی للطائفین والعاکفین والرکع السجود :

ترجمہ : اور حکم کیا ہم نے ابراہیم واسمٰعیل (علیٰ نبینا وعلیہما الصلوٰۃ والسلام) کو کہ پاک رکھو میرے گھر کو واسطے طواف کرنے والوں کے اور اعتکاف کرنے والوں کے اور رکوع وسجدہ کرنے والوں کے۔

علماء نے فرمایا ہے کہ ان کلمات سے معلوم ہوا کہ بیت اللہ شریف کی بناء کا مقصد طواف و اعتکاف اور نماز ہے اور حکم طہارت کے لئے لفظ بیتی میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ یہ حکم تمام مساجد کے لئے عام ہے کیونکہ ساری مساجد بیوت اللہ ہیں۔ اس آیت شریفہ سے اعتکاف کا عبادت اور مرغوب مطلوب ہونا ظاہر ہے۔

اعتکاف کی تین قسمیں ہیں : واجب۔ سنت موکدہ۔ نفل۔ کتب فقہ میں اس عبادت کی شرائط اور اس کے مسائل تفصیل سے لکھے ہیں یہاں صرف چند فضائل تبلیغی نصاب میں سے مختصر طور پر لکھے جاتے ہیں۔

۱۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص حالتِ ایمان میں ثواب کی امید کرتے ہوئے اعتکاف کرتا ہے اُسکے گذشتہ تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

۲۔ ایک طویل حدیث میں حضرت ابن عباس رضؓ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد منقول ہے کہ جو شخص ایک دن کا اعتکاف بھی اللہ کی رضا کے لئے کرتا ہے تو حق تعالیٰ شانہٗ اس کے اور جہنم کے درمیان تین خندقیں آڑ فرما دیتے ہیں جن کی مسافت آسمان اور زمین کی مسافت سے بھی

زیادہ چوڑی ہے۔

(فائدہ) اس سے معلوم ہوا کہ ایک دن سے زیادہ جس قدر زیادہ دنوں کا اعتکاف ہوگا اتنا ہی اجر زیادہ ہوگا۔ علامہ شعرانی نے کشف الغمہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا ہے کہ جو شخص عشرہ رمضان کا اعتکاف کرے اس کو دو حج اور دو عمروں کا اجر ہے اور جو مسجد جماعت میں مغرب سے عشاء تک کا اعتکاف کرے نماز اور قرآن کے علاوہ کسی سے بات نہ کرے حق تعالیٰ اس کے لئے جنت میں ایک محل بناتے ہیں۔

۴۔ حضرت ابن عباسؓ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد منقول ہے کہ فرمایا کہ معتکف گناہوں سے محفوظ رہتا ہے اور اس کے لئے نیکیاں اتنی ہی لکھی جاتی ہیں جتنی کہ کرنے والے کیلئے۔

(فائدہ) دو مخصوص نفع اعتکاف کے اس حدیث میں ارشاد فرماتے گئے ہیں۔ ایک یہ کہ اعتکاف کی وجہ سے گناہوں سے حفاظت ہوجاتی ہے ورنہ بسا اوقات کوتاہی اور لغزش سے کچھ اسباب ایسے پیدا ہوجاتے ہیں کہ ان میں آدمی مبتلا ہو ہی جاتا ہے ایسے متبرک وقت میں معصیت ہوجانا کس قدر ظلم عظیم ہے۔ اعتکاف کی وجہ سے ان سے امن اور حفاظت رہتی ہے دوسرے یہ کہ بہت سے نیک اعمال جیسا کہ جنازہ کی شرکت مریض کی عیادت وغیرہ ایسے امور ہیں کہ اعتکاف میں بیٹھ جانے کی وجہ سے معتکف ان کو نہیں کرسکتا اس لئے اعتکاف کی وجہ سے ان عبادتوں سے رکا رہا ان کا اجر بغیر کئے بھی ملتا رہے گا۔ اللہ اکبر! کس قدر رحمت اور فیاضی ہے کہ ایک عبادت آدمی کرے اور دس عبادتوں کا ثواب مل جائے۔ درحقیقت اللہ کی رحمت بہانہ ڈھونڈھتی ہے "ذرا تھوڑی سی توجہ اور مانگ سے دھواں دھار برستی ہے مگر ہم لوگوں کو سرے سے اس کی قدر نہیں ضرورت ہی نہیں تو جہ کون کرے؟ اور کیوں کرے دین کی وقعت ہمارے قلوب میں نہیں۔ ؎

اس کے الطاف تو ہیں عام شہیدی سب پر
تجھ سے کیا ضد تھی گر تو کسی قابل ہوتا

تبلیغی نصاب کے رسالہ فضائل رمضان میں حضرت اقدس شیخ الحدیث دامت برکاتہم تحریر فرماتے ہیں کہ اعتکاف کا ثواب بہت زیادہ ہے اور اس کی فضیلت اس سے بھی زیادہ کیا ہوگی کہ نبی

کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ اس کا اہتمام فرماتے تھے معتکف کی مثال اُس شخص کی سی ہے کہ کسی کے در پہ جا پڑے کہ آتی میری درخواست قبول نہ ہو ٹلنے کا نہیں۔ ؎

نکل جائے دَم تیرے قدموں کے نیچے
یہی دِل کی حسرت یہی آرزو ہے

اگر حقیقتاً یہی حال ہو تو سخت سے سخت دل والا بھی پسیجتا ہے اور اللہ جل شانہٗ کی کریم ذات تو بخشش کے لئے بہانہ ڈھونڈتی ہے بلکہ بے بہانہ مرحمت فرماتے ہیں۔ ؎

تو وہ داتا ہے کہ دینے کیلئے
دَر تیری رحمت کے ہیں ہر دَم کھلے

؎ خدا کی دین کا موسیٰ سے پُوچھیئے احوال
کہ آگ لینے کو جائے پیغمبری مل جائے

اس لئے جب کوئی شخص اللہ کے دروازے پر دُنیا سے منقطع ہو کر جا پڑے تو اس کے نوازے جانے میں کیا تامل ہو سکتا ہے؟ اور اللہ جل شانہٗ جس کو اکرام فرما دیں اس کے بھرپور خزانوں کا بیان کون کر سکتا ہے؟ اس کے آگے کہنے سے قاصر ہوں کہ نامرد بلوغ کی کیفیت کیا بیان کر سکتا۔ مگر ہاں یہ کہ ؎

جس گُل کو دل دیا ہے جس پھول پر فدا ہوں
یا وہ بغل میں آئے یا جان قفس سے چھوٹے

ابن قیمؒ کہتے ہیں کہ اعتکاف کا مقصد اور اس کی روح دل کو اللہ پاک کی ذات کے ساتھ وابستہ کر لینا ہے کہ سب طرف سے ہٹ کر اسی کے ساتھ مجتمع ہو جائے اور ساری مشغولیتوں کے بدلہ میں اس کی پاک ذات سے مشغول ہو جائے اور اس کے غیر کی طرف سے منقطع ہو کر اس میں اس طرح لگ جائے کہ خیالات تفکرات سب کی جگہ اس کا پاک ذکر اس کی محبت سما جائے حتیٰ کہ مخلوق کے ساتھ انس کے بدلہ اللہ کے ساتھ انس پیدا ہو جائے کہ یہ انس قبر کی وحشت میں کام دے کہ اُس دن اللہ پاک کی ذات کے سوا نہ کوئی مونس نہ دل بہلانے والا۔ اگر دل اس کے ساتھ مانوس ہو چکا ہوگا تو کس قدر لذت سے وقت گزرے گا۔ ؎

جی ڈھونڈھتا ہے پھر وہی فرصت کے رات دن
بیٹھا رہوں تصورِ جاناں کئے ہوئے

صاحب مراقی الفلاح لکھتے ہیں کہ اگر اعتکاف اخلاص کے ساتھ ہو تو افضل ترین اعمال سے ہے۔ اس کی خصوصیت حد احصاء سے خارج ہے کہ اس میں قلب کو دنیا و مافیہا سے یکسو کرلینا اور نفس کو مولا کے سپرد کردینا ہے اور آقا کی چوکھٹ پر پڑ جانا ہے۔

نیز اس میں ہر وقت عبادت میں مشغولیت ہے کہ آدمی سوتے جاگتے ہر وقت عبادت میں شمار ہوتا ہے اور اللہ کے ساتھ تقرب ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص میری طرف ایک ہاتھ قریب ہوتا ہے میں اس سے دو ہاتھ قریب ہوتا ہوں اور جو میری طرف (آہستہ بھی) چلتا ہے میں اس کی طرف دوڑ کر آتا ہوں نیز اس میں اللہ کے گھر پڑ جانا ہے اور کریم مہربان ہمیشہ گھر آنے والے کا اکرام کرتا ہے نیز اللہ کے قلعہ میں محفوظ ہوتا ہے کہ دشمن کی رسائی وہاں تک نہیں وغیرہ وغیرہ بہت سے فضائل اور خواص اس اہم عبادت کے ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادتِ شریفہ اعتکاف کرنے کی ہمیشہ رہی ہے ایک دفعہ تمام مہینہ کا اعتکاف فرمایا۔ اور جس سال وصال فرمایا اس سال بیس روز کا اعتکاف فرمایا۔

امام زہریؒ فرماتے ہیں کہ لوگوں پر تعجب ہے کہ انھوں نے اعتکاف کی سنت کو چھوڑ رکھا ہے حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعض امور کو انجام دیتے تھے اور اس کو ترک بھی کرتے تھے اور اور جب سے ہجرت کرکے مدینہ منورہ تشریف لائے اس وقت سے لے کر وفات تک بلاناغہ آپ اعتکاف کرتے رہے کبھی ترک نہیں کیا (اور اگر کبھی ترک کیا تو قضا فرمائی ہے : کما فی الحدیث) اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہمیشگی فرمانا (ترک کرنے والوں پر نکیر کئے بغیر) یہ اس کی سنت کی دلیل ہے نیز اعتکاف میں اللہ تعالیٰ کے گھر میں قیام کرکے تقرب باری تعالیٰ کا حصول ہے دنیا سے منہ موڑنا اور رحمت خداوندی کے حصول کی طرف متوجہ ہونا اور مغفرت باری تعالیٰ کی حرص کرنا ہے۔ (اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔)

فصلِ سوم

تبلیغی کام کرنیوالوں کو اعتکاف کی ضرورت
اکابرِ تبلیغ کے ارشادات اور انکا معمول

تبلیغی کام کا ایک اہم نمبر تصحیح نیت ہے دین کے سارے اعمال کا دارومدار یعنی ردّ وقبول اور ان کا ہلکا یا وزنی ہونا اس نیت کے ضعف وقوت پر ہے چنانچہ حدیث پاک میں ہے انما الاعمال بالنیات: کہ اعمال کا دارومدار نیتوں پر اور نیت دل کا فعل ہے۔ دل جتنا تندرست اور منور ہوگا اسی درجہ کا اس کا فعل ہوگا یعنی نیت ہوگی پھر اس نیت کی قوت کے مطابق عمل میں وزن اور قبولیت ہوگی۔ اس کے برعکس قلب میں جتنا مرض ہوگا جتنی ظلمت وکدورت ہوگی اس قدر اسکے ظاہری جوارح کے اعمال بے قدرے اور بے قیمت ہونگے کیونکہ حدیث پاک میں قلب کی اصلاح کو سارے جسم کی اصلاح یعنی جسم سے نکلنے والے اعمال کی اصلاح کا مدار فرمایا گیا ہے اور قلب کے فساد کو سارے جسم کے فساد یعنی جسم سے نکلنے والے اعمال کے فساد کا باعث فرمایا گیا ہے۔ لہٰذا قلب کی صفائی وکدورت کے مطابق نیت ہوگی اور نیت کے مطابق عمل کی قیمت ہوگی اس نیت کے ادنیٰ اور اعلیٰ کے لحاظ سے اس قدر بے شمار درجات ہیں کہ حدیث پاک میں صحابہ کرامؓ کے ایک مُد صدقہ کو بعد کے آنے والوں کے سونے کے پہاڑ خرچ کر دینے سے زیادہ قیمتی اور وزنی فرمایا گیا ہے اور اس سلسلہ میں ایک عجیب قصہ علامہ دمیریؒ کی "حیاۃ الحیوان" میں منقول ہے کہ جب حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام دنیا میں تشریف لائے اور جنگل کے جانوروں

کو اطلاع ہوئی تو ہرن خالص حضرت آدم علیہ السلام کی ملاقات و زیارت کی غرض سے آپؑ کی خدمت میں حاضر ہوا آپؑ نے خوش ہو کر اس کی کمر پر دستِ شفقت پھیرا۔ اللہ تعالیٰ نے آپؑ کی برکت اور اس کے اخلاص کی وجہ سے اس کے اندر مشک پیدا فرما دیا جب وہ جنگل میں گیا تو اس کی دلفریب خوشبو سے اور ہرن بہت ہی متعجب ہوئے اور جب استفسار پر قصہ معلوم ہوا تو بقیہ ہرن بھی آپؑ کی خدمت میں اس خوشبو کے لئے حاضر ہوئے۔ آپؑ نے ان کے اوپر بھی دستِ شفقت پھیرا لیکن ان میں وہ بات پیدا نہ ہوئی اس لئے کہ ان کی نیتوں میں فتور تھا اس لئے مشک ہرنوں کی ایک خاص قسم ہی سے دستیاب ہوتا ہے۔

یہاں ایک امر قابل غور ہے کہ تصحیح نیت تو ہر عمل میں شرط ہے تبلیغ میں اس کو مستقل نمبر قرار دے کر خصوصی اہتمام کیوں کرایا گیا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ نیت کا درست ہونا اس وقت ہوتا ہے جبکہ کسی کام کے کرنے میں اللہ پاک کا دھیان یعنی اس کے کرنے یا چھوڑنے میں اللہ کا خیال و لحاظ ہو اس کو ایمان و احتساب بھی کہہ سکتے ہیں خواہ کسی درجہ میں ہو چنانچہ اس کا ادنیٰ درجہ تو اعمال میں شرط اور شرط ہے اور اس کا اعلیٰ درجہ اعمال کی قبولیت و قیمت اور ثمرات کا موجب ہوتا ہے اور یہی بات یعنی کسی کام میں اللہ کا دھیان و لحاظ مستمر رہا کرے تو اسی کو احسان کہا جاتا جس کو حدیث پاک میں " ان تعبد اللہ کانک تراہ " (الحدیث) فرمایا گیا ہے۔

اب دوسری بات سنیئے کہ انفرادی اعمال میں تو اللہ کی طرف دھیان بلا واسطہ ہوتا ہے مثلاً تلاوت اور ذکر اللہ وغیرہ کہ اس میں مشغولی کے وقت اگر ذات پاک کی طرف توجہ نہیں تو اسماء و صفات کی طرف متوجہ کر ہی دیتی ہے کہ اسماء و صفات ذات سے الگ نہیں ہیں پس جس قدر قلب تندرست ہوگا اس کے بقدر انفرادی اعمال میں توجہ الی اللہ حاصل ہو جاتی ہے یا یوں کہو کہ نیت درست ہو جاتی ہے مگر جو اعمال مخلوق کے واسطے سے اور ان کے ملنے جلنے سے وجود میں آتے ہیں جیسے دعوت و تبلیغ تعلیم و تربیت وغیرہ ان کی فضیلت تو انفرادی اعمال کے مقابلہ میں چاہے کتنی ہی زیادہ ہو مگر ان میں اللہ کی طرف دھیان بواسطہ مخلوق ہوتا ہے لہذا قلوب پر واسطے کی کدورت کا اثر ہونا عقلی اور نقلی طور پر ضروری ہے اور بدیہی ہے اس وقت بیمار اور تاریک قلوب والے کے اعمال

ن تو ریا، عجب اور حب جاہ وغیرہ بہت جلد شامل ہو کر ان اعمال کو بجائے ... کے باعث نقصان و فتنہ بنا دیتے ہیں خواہ ظاہر میں وہ اعمال کتنے ہی اونچے ہوں اور تندرست صالح و منور قلب پر اعمال کو ضائع کر دینے والا اثر تو نہیں ہوتا مگر واسطہ کی کدورت کچھ نہ کچھ اثر ضرور کرتی ہے جس کو وہ صالح قلوب اپنی صفائی و ذکاوت کی وجہ سے جلد محسوس کر لیتے ہیں کہ صاف شفاف اور حساس چیز پر ہر قسم کا اثر جلد محسوس ہو جاتا ہے پھر وہ حضرات اس اثر کو زائل کرنے کیلئے براہ راست توجہ الی اللہ پیدا کرنے والے اعمال میں مشغول ہوتے ہیں جو کہ تلاوت ذکر اللہ خلوت و تبتل یا صحبت علماء وغیرہ ہیں ان میں سے ایک عمل اللہ پاک کے گھر میں یکسو ہو کر اور غیر اللہ سے منقطع ہو کر بیٹھ جانا بھی ہے جس کو اعتکاف کہتے ہیں اعتکاف کے لئے مسجد شرط ہے اور مساجد شعائر اللہ میں سے ہیں جن میں خالی بیٹھ کر بھی اللہ کی یاد پیدا ہوتی ہے۔ قرآن پاک میں: فی بیوت اذن اللہ ان ترفع ویذکر فیہا اسمہ الخ میں بھی اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ مساجد میں بیٹھنے سے قلب میں نور پیدا ہوتا ہے۔ اور اعتکاف میں توجہ الی اللہ پیدا کرنے والی دیگر ساری چیزیں جمع ہو جانا آسان ہوتی ہیں۔

اگر کوئی تندرست قلب والا کسی جذبہ سے مغلوب ہو کر یا کسی اجتماعی کام کی حرص کے طاری ہو جانے کی وجہ سے قلب پر پڑنے والے خفیف اثرات کے زائل کرنے کا فکر و اہتمام نہیں کرتا تو رفتہ رفتہ ان اثرات کا احساس ختم ہو جاتا ہے پھر وہ کدورت و ظلمت سے مانوس ہو کر اپنے دل کی تندرستی کھو بیٹھتا ہے نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس کے جو اعمال پہلے اس کی ترقی و تقرب کا باعث تھے اب وہی اعمال اس کے تنزل اور اللہ سے بُعد کا باعث بن جاتے ہیں۔ اور اس کے اعمال اپنے اور دوسروں کے لئے فتنہ بن جاتے ہیں چونکہ اعمال کا ظاہر دونوں حالتوں میں یکساں ہوتا ہے لہذا اس کو اپنے نقصان کا علم ہونا بھی مشکل ہو جاتا ہے۔ اور اس کی وجہ سے ان اعمال میں سے اللہ کی طرف سے جو برکت و رحمت و نصرت آرہی تھی وہ بھی رک جاتی ہے جس سے فتن کا دروازہ کھل جاتا ہے۔ لہذا اجتماعی کام کرنے والوں کو خصوصاً عوام میں کام کرنے والے حضرات کو صفائی و یکسوئی قلب پیدا کرنے والے اعمال کا اہتمام کرنا بھی بہت ضروری ہے اگرچہ ان خلوت والے اعمال کی وجہ

سے جلوت کے اوقات میں کچھ کمی آجائے گی مگر خلوت کے بعد اس تھوڑی سی جلوت کا اثر بہت زیادہ ہوگا اور طرفین کے لئے مفید ہوگا۔ قرآنِ پاک سورۃ الم نشرح میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا گیا ہے فاذا فرغت فانصب والیٰ ربك فرغب .... یعنی جب آپ (تبلیغ احکام سے کہ عبادت متعدیۃ النفع ہے) فارغ ہو جایا کریں تو (دوسری عباداتِ متعلقہ بذاتِ خاص ہیں) محنت کیا کیجئے۔ (بیان القرآن)

اب اس سلسلہ میں رئیس التبلیغ حضرت دہلویؒ کے ارشادات سنیئے:

۱۔ فرمایا: انبیاء علیہم السلام باوجود کہ معصوم اور محفوظ ہیں کہ علوم و ہدایت براہِ راست حق تعالیٰ سے حاصل کرتے ہیں لیکن جب ان تعلیمات و ہدایات کی تبلیغ میں ہر طرح کے لوگوں سے ملنا جلنا اور اُن کے پاس آنا جانا ہوتا ہے تو ان کے مبارک اور منور قلوب پر بھی عوام الناس کی کدورتوں کا اثر پڑتا ہے پھر تنہائی کے ذکر و عبادت کے ذریعہ وہ اس گرد و غبار کو دھوتے ہیں۔

۲۔ فرمایا، سورۃ مزمل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو قیام اللیل (تہجد) کا حکم دیتے ہوئے جو یہ فرمایا گیا ہے کہ اِنَّ لَكَ فِی النَّهَارِ سَبْحاً طَوِیلاً (اے رسول دن میں تجھ کو بہت چلنا پھرنا پڑتا ہے)، تو اس میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی دن کی دوڑ دھوپ اور چلت پھرت کی وجہ سے رات کی اندھیری اور تنہائی میں یکسوئی کے ساتھ عبادت کی ضرورت تھی پھر اس آیت سے اگلی آیت میں جو متصلاً فرمایا گیا ہے: واذکر اسم ربك وتبتل الیہ تبتیلا (اور اپنے رب کی یاد کر اور یکسوئی سے ہمہ تن اس کی طرف متوجہ ہو) تو اس سے بھی اسی مضمون کی مزید تائید ہوتی ہے کہ تبلیغی دوڑ دھوپ کرنے والوں کو ذکر و فکر اور یکسوئی کے ساتھ اللہ کی عبادت کی خصوصیت سے ضرورت ہے۔ پس ہم کو بھی اس کے مطابق عمل کرنا چاہیے ہم اس کے بہت زیادہ محتاج ہیں کیونکہ اولاً ہم خود بھی کچے اور ظلمتوں سے بھرے ہوئے ہیں پھر اپنے جن بڑوں سے ہم دینی فیوض اور ہدایات حاصل کرتے ہیں وہ بھی ہماری طرح غیر معصوم ہیں اور جن میں تبلیغ کے لئے جاتے ہیں وہ بھی عام

انسان ہی ہیں غرض ہم میں خود بھی کدورتیں ہیں اور ہمارے دونوں جانب بھی بشری کدورتیں ہیں جن کا ہم پر اثر پڑنا لازمی اور فطری ہے۔ اس لئے ہم اسکے بہت زیادہ محتاج ہیں۔

۴۔ فرمایا: مجھے جب بھی میوات جانا ہوتا ہے تو ہمیشہ اہل خیر اور ذکر کے مجمع کے ساتھ جاتا ہوں پھر بھی عمومی اختلاط سے قلب کی حالت اس قدر متغیر ہو جاتی ہے کہ جب تک اعتکاف کے ذریعہ اس کو غسل نہ دوں یا چند روز کے لئے سہارنپور یا رائے پور کے خاص مجمع یا خاص ماحول میں جا کر نہ رہوں قلب اپنی حالت پر نہیں آتا۔ اس ملفوظ کا حوالہ دیتے ہوئے حضرت شیخ زید مجدہم نے ایک تبلیغی ذمہ دار کارکن کو گرامی نامہ میں لکھوایا کہ "جب شیخ المشائخ کا یہ حال تھا تو میرا تمہارا کیا حال ہوگا اس سے بڑھ کر حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگ اچھی طرح وضو کر کے نہیں آتے ہماری نماز میں گڑبڑ کرتے ہیں۔"

نوٹ: تبلیغی اسفار کے بعد حضرت دہلویؒ کا مذکورہ بالا اعتکاف رمضان کے بعد نفلی ہوتا تھا۔ پھر ماہ رمضان کے مسنون اعتکاف کے اثرات کا کیا کہنا اور جبکہ صحبت شیخ مجلس ذکر دعاؤں اور تلاوت وغیرہ صفائی قلب کے جملہ اعمال کا اہتمام بھی ہو وہ کس قدر اہم ہوگا۔

یہاں اس بات کو بھی ملحوظ رکھا جائے کہ جس قدر غلط اور برے ماحول میں تبلیغ کیلئے جایا جائے واپسی پر اسی قدر زیادہ اعتکاف وغیرہ کرنے کی ضرورت ہے مثلاً دیہاتوں سے زیادہ شہروں میں کام کرنے کے بعد اس کی ضرورت ہے جہاں مادیت کا غلبہ غفلت و ظلمت کا ماحول ہوتا ہے۔ اسی طرح عام تبلیغی کارکنوں سے زیادہ خواص اور ذمہ داروں کو اس کی زیادہ حاجت ہے کہ عام کارکن تو اپنے اپنے برے ماحول سے نکل کر تبلیغ کے ماحول میں آتے ہیں جو ان کے اپنے ماحول سے اچھا ماحول ہوتا ہے۔ لیکن ہمہ وقت تبلیغی ماحول میں رہنے والا فی الجملہ اچھے ماحول سے نکل کر برے ماحول میں جاتا ہے اور وہاں جانا مسلسل رہتا ہے اس لئے وہ زیادہ خطرے میں ہوتے ہیں کہ تسلسل کی وجہ سے برے اثرات کا احساس کم ہوتا جاتا ہے۔ دوسرے یہ کہ نکلنے میں عام آدمی کی نیت اپنی اصلاح اور اسے اپنا ہی فکر ہوتا ہے اور خواص کا جذبہ اس سے اونچے درجہ کا ہوتا ہے جس میں ہمہ تن مریضوں کی طرف متوجہ ہونا پڑتا ہے ایسی حالت میں اس پر کدورتوں

ظلمتوں کے اثرات زیادہ پڑتے ہیں اگر کوئی کچھ وقت نکال کر ان اثرات کو زائل کرنے کا اہتمام نہیں کرتا تو آخر میں بعض کی حالت پارس پتھر کی سی ہو جاتی ہے کہ جو لوہے کا ٹکڑا اس کے ساتھ لگ جائے وہ تو سونا بن جاتا ہے لیکن وہ پتھر کا پتھر ہی رہتا ہے۔ اگرچہ وہ پتھر سونے سے زیادہ قیمتی ہے لیکن جس عالم میں جس بازار میں صرف سونے کی ضرورت ہوگی وہاں وہ محض بیکار ہوگا کہ حسینوں کے گلے کا ہار تو سونے سے ہی بنے گا پتھر کا نہیں۔ اس پتھر کا منظر حدیث پاک میں آیا ہے کہ جنتی ایک عالم کو دوزخ میں دیکھ کر پوچھیں گے کہ تمہارے ہی بتلائے ہوئے اعمال سے تو ہم جنت میں آئے تم یہاں پر کیسے گر گئے۔ الخ

اب رمضان کے اعتکاف کے متعلق اکابر تبلیغ کا معمول لکھا جاتا ہے

حضرت اقدس شیخ الحدیث دامت برکاتہم اپنی آپ بیتی میں تحریر فرماتے ہیں کہ چچا جان (مجدد تبلیغ حضرت مولانا الیاس صاحب قدس سرہٗ) کے زمانے میں اور اُن کے انتقال کے بعد بھی نظام الدین میں ماہ مبارک میں اعتکاف کیا کرتا تھا اور پورے مہینہ کا اعتکاف کیا کرتا تھا حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ کے انتقال کے بعد مرکز تبلیغ اور وابستگانِ مرکز تبلیغ کو حضرت شیخ کی توجہات نگرانی اور دعاؤں کی بے حد ضرورت تھی اس لئے یہ معمول بدستور جاری رہا ۱۳۶۵ھ میں ۲۸ شعبان (۲۹ جولائی ۱۹۴۶ء) یکشنبہ کی رات میں نظام الدین تشریف آوری ہوئی۔ راقم الحروف احقر اقبال کو بھی نظام الدین میں حاضری نصیب رہی یہ رمضان کن کن کیفیات و برکات کے ساتھ گزرا اس کا ذکر مولانا محمد ثانی صاحب نے سوانح مولانا محمد یوسف صاحبؒ میں کیا ہے تحریر فرماتے ہیں کہ رمضان میں (مرکز نظام الدین میں) سب سے زیادہ معتکفین تھے اندر باہر چند فٹ کے فاصلہ پر چادریں تنی ہوئی تھیں (یعنی مکمل یکسوئی اور تبتل کے لئے ہر ایک کا الگ الگ معتکف تھا۔) دور دور سے آئے ہوئے لوگوں نے اعتکاف کیا حجرہ سے متصل جو غربی گوشہ ہے وہاں حضرت شیخ دامت برکاتہم (اپنے معتکف میں) معتکف تھے اور جنوبی جانب مغربی گوشہ میں مولانا سید ابوالحسن

علی اعتکاف میں تھے باقی حضرات مسجد کے ہر حصہ میں اعتکاف کر رہے تھے۔ آگے چل کر لکھتے ہیں (اور راقم الحروف کا تو چشم دید ہے) یہ رمضان المبارک نظام الدین میں باغ و بہار بے کر آیا تھا ساری مسجد ذکر و تلاوت سے گونجتی رہتی تھی ایک وقت میں خانقاہ بھی تھی۔ مدرسہ بھی سارا دن اور ساری رات سب ذکر و تلاوت میں گزرتا کوئی ایک قرآن پاک پڑھتا کوئی اس سے زیادہ پاکر حضرت شیخ الحدیث اور مولانا یوسف صاحبؒ (امیر جماعت تبلیغ) کی عبادت و ریاضت اور مجاہدہ و تلاوت کا پوچھنا ہی کیا کوئی لمحہ ایسا نہ گزرتا جس میں یہ بزرگ خالی بیٹھے ہوں پورے رمضان کی راتوں میں گنا خارج از بحث تھا۔ دن کو چند گھنٹے سو لیتے پھر شب و روز عبادت میں گزار دیتے۔

۱۳۶۶ھ ۱۹۴۷ء کا پُرخطر رمضان بھی مرکز نظام الدین میں ہوا اس میں بھی احقر راقم الحروف کو حاضری نصیب رہی۔ حضرت شیخ دامجدہم ۲۹ شعبان کو عصر کے وقت نظام الدین پہنچے اور عصر کے بعد ایک ماہ کے اعتکاف کی نیت فرمائی۔ رمضان کی ۲۷ ویں شب جب رات کو ۱۲ بجے تقسیم مُلک کا اعلان ہوا تو حضرت جی مولانا یوسف صاحب قدس سرہٗ قرآن سُنا رہے تھے اور باہر مسجد میں تمام اہلِ مرکز نہایت خشوع و خضوع سے متوجہ الی اللہ تھے اس وقت مولانا محمد منظور نعمانی صاحب نے نہایت درد و سوز کے ساتھ بڑی پُراثر دعا کرائی۔ یہ رمضان جہاں تضرع و زاری اور انابت الی اللہ میں امتیازی حیثیت رکھتا ہے وہیں مجاہدات و نفس کشی کے لحاظ سے بھی بے نظیر ہے ۱۳۸۱ھ کا نصف رمضان رائے پور میں گزرا اس میں بھی راقم الحروف کو مرشدی روحی فداہ کی ہمرکابی نصیب ہوئی۔ ماہ مبارک کے متعلق یہ طے ہوا کہ آدھا سہارنپور میں گذرے آدھا رائے پور میں اس لئے ۱۵ رمضان کو رائے پور کی روانگی طے تھی مگر حضرت جی مولانا محمد یوسف صاحبؒ کی خبر آئی کہ وہ ۱۷ رمضان کو آرہے ہیں ان کے انتظار میں بجائے ۱۵ کے ۱۷ کو جانا ہوا وہ جب تشریف لائے تو فوراً انھیں کی کار میں حضرت شیخ بھی رائے پور روانہ ہوئے۔ اس رمضان کے چند ماہ بعد ہی

ع بلبل نے آشیانہ چمن سے اُٹھا لیا

کہ حضرت رائے پوری قدس سرہٗ پاکستان تشریف لے گئے اور وہیں وصال ہو گیا۔ اس کے بعد حضرت کا سہارنپور میں مجمع کے ساتھ اعتکاف ہوتا رہا اور مرکز نظام الدین میں بھی حضرت جی مولانا

محمد یوسف صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ایام میں بھی اور حضرت مولانا انعام الحسن صاحب مدظلہ العالی کے ایام میں اب تک یہ اعتکاف کا سلسلہ بہت اہتمام کے ساتھ جاری ہے جس میں اکابرِ تبلیغ کا بڑا مجمع اور خصوصی تبلیغی مہمان اعتکاف کرتے ہیں۔ اس رمضان ۱۴۰۱ھ کے بارے میں بھی معلوم ہوا کہ مرکز نظام الدین میں حضرت جی کے ساتھ بہت سے حضرات نے اعتکاف کیا مرکز کی مسجد بھری ہوئی تھی۔

☆

فصلِ چہارم

مکتوب گرامی اور اس کو شائع کروانے کی وجوہات

نقل خط مولانا کفایت اللہ پالنپوری مدظلہ العالی

سیدی و مرشدی و مولائی دامت برکاتہم

السلامُ علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ: آج دو رمضان کی رات میں بہار نیور حاضری ہوئی میرے ساتھ حاجی حبیب خان جنہوں نے حضرت والا کی خواہش معلوم ہونے پر تربیتُ السالک چند سال پیشتر طبع کروائی تھی صوبی خالد ہوی بھی ہیں افریقہ کی بہت کوشش کی مگر نہ ہوا۔ اگر عشرہ آخیرہ کا رمضان مل جائے تبہا ورنہ آئندہ میں نے عشرہ آخرہ کے اعتکاف کا وعدہ کرلیا ہے اور بھائی مولانا طلحہ صاحب کی خدمت میں ۱۵ رمضان تک قیام ہوگا۔ دنوج میں حسب سابق اعتکاف اوّل ماہ سے اس لئے نہیں کیا جاسکا کہ وہاں ایک مبلغ نے یہ کہہ دیا کہ اعتکاف تبلیغ کے لئے مضر ہے اور جب اُس سے کسی نے سوال کیا تو کہنے لگے کہ اکابرِ تبلیغ فرماتے ہیں اس حال میں وہاں اعتکاف کرنے سے پارٹی بندی کا شدید خطرہ تھا۔ اس خطرہ کی وجہ سے وہاں اعتکاف نہیں کیا گیا اور اسکے بجائے آنند میں عشرہ آخرہ کے اعتکاف کا وعدہ کرلیا یعنی اگر افریقہ کا نظام نہ بنا۔

میرا گمان ہے کہ جب حضرت والا ہمیشہ اعتکاف فرماتے ہیں تو اکابرِ نظام الدین اس کو تبلیغ کے لئے مضر کیسے سمجھ سکتے ہیں اور سُنا ہے کہ حضرت مولانا محمد الیاس صاحب نور اللہ مرقدہٗ اگر لمبے سفر سے واپس ہوتے تو راتے پور حاضر ہوتے یا پھر تین دن کا اعتکاف فرماتے تھے۔ یہ سب شکایت کے طور پر نہیں لکھ رہا ہوں بلکہ پُرانی جگہ پر اعتکاف نہ کرنے کی وجہ تحریر کر رہا ہوں۔ آخر میں یہ عرض ہے کہ یہاں حاضری ہوگئی ہے اور معمولات ادا بھی نہیں ہو رہے ہیں لیکن حضرت والا کے نہ ہونے کی وجہ سے بہت پھیکا پھیکا لگتا ہے۔ آنند کے میزبان حاجی احمد بہت بہت سلام مسنون کہتے ہیں۔ اور

دُعاؤں کی درخواست کرتے ہیں کچھ پریشان زیادہ ہیں دُعاؤں کی درخواست ہے خادم زادہ رشید احمد قرآنِ پاک سُنا رہا ہے۔ اسکے لئے اور اہلیہ کیلئے اور دیگر بچوں کیلئے دُعا کی درخواست ہے۔

ننگ آستانۂ عالیہ

کفایت اللہ پالنپوری

جواب میں گرامی نامہ از حضرتِ اقدس کی نقل

مکرّم و محترم مدفیوضکم بعد سلام مسنون۔ گرامی نامہ ۲۸ رمضان کو مجھے افریقہ میں ملا۔ آپ مجھے بھی بہت یاد آئے مگر افریقہ ساری دُنیا سے الگ مُلک ہے معلوم ہُوا کہ یہاں آنے میں بہت مُشکلات ہیں بہت سے احباب دو دو ماہ سے کوشش کر رہے تھے مگر نہ آسکے ان کے خطوط بھی بہت آئے بالخصوص قاری امیر حسن صاحب اور بھی بہت سے آدمی۔ جس احمق مبلّغ نے یہ کہا کہ اکابرِ تبلیغ اعتکاف کے مخالف ہیں بالکل غلط کہا اور جھوٹ کہا نظام الدین کی مسجد میں جو مرکزِ تبلیغ ہے اس میں ہر سال رمضان میں سینکڑوں معتکف ہوتے ہیں چچا جان کے زمانہ میں پھر مولانا محمد یوسف اور مولانا انعام الحسن صاحب کے دَور میں اعتکاف کا ہمیشہ معمول رہا ہے میرے یہاں ہمیشہ کئی سو آدمیوں کا مجمع رہتا ہے اور اس وقت اعتکاف ہی کی وجہ سے افریقہ آیا ہوا ہوں ڈھائی ہزار کے قریب معتکف ہیں اعتکاف مسنون ہے اس کی کون مخالفت کر سکتا ہے۔ اگر آپ دلوج ہی میں شروع کر دیتے تو آپ کی وجہ سے وہاں بھی اعتکاف کا سلسلہ شروع ہو جاتا۔ یہ آپ نے صحیح سُنا کہ جب چچا جان نور اللہ مرقدہٗ میوات کے سفر سے واپس تشریف لاتے تو یا رائے پور۔ بہار نپور کو دو دن کے لئے جاتے یا پھر اپنی مسجد میں تین دن کا اعتکاف کرتے ان کے ملفوظات میں یہ بات چھپی ہُوئی ہے حاجی احمد صاحب سے بھی میرا سلام کہہ دیں آپ کے لئے اُن کے لئے دل سے دُعا کرتا ہُوں۔ عزیز رشید احمد سلّمہٗ کے قرآن سُنانے سے مسرت ہُوئی اللہ جل شانہٗ، سہولت سے پورا کرائے آپ کو اور اس کو مُبارک فرمائے آپ کے گھر والوں کے لئے دُعا کرتا ہُوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ترقیات

سے نوازے اگر زندگی ہے تو محرم میں ہندوستان کا ارادہ ہے۔ میری روانگی پرسوں کو یہاں سے ہے اور مدینہ طیبہ وسط ذی قعدہ تک پہنچنے کا ارادہ ہے۔

حضرت شیخ الحدیث صاحب مدظلہ العالی فقط والسلام

بقلم نجیب اللہ۔ یکم اگست ۱۹۸۱ء اسٹینگر جنوبی افریقہ

حضرت اقدس کے خط کو شائع کروانے اور اہمیت دینے کی وجوہات

۱۔ مولانا موصوف کی جگہ جہاں اعتکاف نہیں ہو سکا۔ وہاں قدیم سے اعتکاف کا سلسلہ قائم تھا مولانا کی جماعت جس میں حضرت اقدس اور مولانا کے مریدین اور مسترشدین ماہ مبارک میں مولانا سے فیض یاب ہوتے تھے اگر حضرت اقدس کا رمضان ملک کے اندر ہوتا تو یہ سب حضرات بھی مولانا کے معمولات مع حاضری کی ہمت فرما لیتے تھے مگر دوسرے ملک میں خصوصاً افریقہ جیسی جگہ سب کی حاضری ناممکن تھی جبکہ خود مولانا بھی پوری کوشش کے باوجود افریقہ نہیں پہنچ سکے نصف سے زیادہ رمضان سفر میں گیا اور آخری عشرہ میں بھی نئی جگہ میں کرنا پڑا پرانی جگہ پر جما ہوا خانقاہ کا کام برباد ہوا۔ یہ سب کچھ عام مبلغ کے منع کرنے سے نہیں ہو سکتا تھا۔ اسکے ساتھ کچھ ذمہ دار اور بااثر لوگ بھی ہوں گے جن کو اس نے اکابر تبلیغ کا نام دیا اور مولانا موصوف جو خود بھی وہاں بااثر سنجیدہ فہیم مخلص کو ان کی بات نہ مان کر اعتکاف کرنے سے پارٹی بندی کا شدید خوف و خطرہ ہو گیا۔ مولانا خود بھی مارے مارے پھرے اور ان کے حلقہ کے غربا بھی محروم رہے۔

۲۔ حضرت اقدس کا جماعت سے شدید تعلق جو گذشتہ اوراق میں بیان ہوا اس تعلق کی بنا پر اپنی جماعت کی طرف اعتکاف کی سنت اور خانقاہی اجتماعیت کی مخالفت منسوب ہونے سے حضرت کو بہت رنج پہنچا۔

۳۔ چونکہ جماعت میں ہر قسم کے لوگ شامل ہو سکتے ہیں اس لئے بعض احمقوں اور جاہلوں کی طرف سے اسی قسم کی کئی باتیں سننے میں آتی رہتی ہیں۔ جن کو قابل توجہ نہیں سمجھا جاتا رہا یا انفرادی طور پر اصلاح کر دی گئی۔ اور اکابرِ تبلیغ کا مسلک اور ان کا عمل بتا کر ان کے اتباع کی ترغیب دینا کافی ہوتا تھا۔ لیکن کچھ عرصے سے صورتِ حال ایسی ہو گئی ہے کہ لفظ اکابرِ تبلیغ کے مفہوم کی وضاحت ضروری ہو گئی ہے۔ دین کا کام اتنا اونچا نازک اور ذمہ داری کا کام ہے کہ اصلاً انبیاء علیہم السلام اور ان کے بعد ان کے نائبین ہی کا کام ہے جو علماء ربانیین اور مشائخ حقہ ہیں۔ یہی حال تبلیغ کے مبارک کام کا ہے کہ اس میں اصل اکابرِ تبلیغ حضرت دہلویؒ اور ان کے جانشین خلفا اور اہلِ علم و فضل حضرات ہیں۔ دین کے کسی شعبہ میں جب ان علماء ربانیین کے علاوہ کسی نے بھی اپنے کو مستقل سمجھتے ہوئے اور ان سے بے نیازی اختیار کرتے ہوئے کام کیا اس نے کام کو خراب کیا اور بجائے ہدایت کے گمراہی پھیلائی خواہ وہ کتنا ہی ذہین اور قربانی دینے والا ہو بلکہ اس میں تنہا اخلاص بھی کافی نہیں ہوتا۔ البتہ بطور کارکن اور معاونین کے ہر شعبہ میں سینکڑوں آدمیوں کی ضرورت ہوتی ہے ان کارکنوں میں بعض اچھی ذہنی صلاحیتوں والے اعلیٰ جذبات والے اور قابلِ قدر قربانیاں دینے والے بھی ہوتے ہیں جن کی وجہ سے کام فروغ پاتا ہے اگر یہ حضرات علمائے ربانیین کے دست و بازو نہ بنیں تو کام کا پھیلاؤ عادتاً محال ہوتا ہے لیکن ان حضرات کو صرف اپنے کام میں مہارت ہوتی ہے دین کے دوسرے شعبوں کا علم نہیں ہوتا اور یہ قاعدہ ہے کہ آدمی کو جس چیز کا علم نہ ہو وہ اس چیز کا مخالف ہوتا ہے یا کم از کم اس کے دل میں اس کی اہمیت نہیں ہوتی۔ مثلاً ایک عامی آدمی اگر کسی استاد کو دیکھے کہ بچے کو الحمد شریف یاد کروا رہا ہے یا نماز کی ترکیب بتا رہا ہے تو وہ یہ سمجھے گا کہ استاد ایک دین کا کام کر رہا ہے اگر وہی استاد کسی دوسرے بچے کو صرف و نحو کے قواعد رٹا رہا ہو تو وہ عامی شخص استاد کو بھلی نظر سے نہیں دیکھے گا اور نہ ہی اس کے اس کام کو اتنا اہم سمجھے گا بلکہ ممکن ہے اسے بہت ہی معمولی اور گھٹیا درجہ کی خدمت خیال کرے گا۔ اور یہی حال تبلیغ کے بعض سرگرم کارکن حضرات کا

پایا جاتا ہے۔

ان سرگرم کارکنوں کی دین کے ہر شعبہ میں ضرورت ہوتی ہے چنانچہ انھیں حضرات کی بہترین دماغی صلاحیتوں۔ انتظامی اور تشکیلی خوبیوں۔ غیر ملکی زبانوں کی واقفیت اور ان کی جان و مال کی قربانیوں کو تبلیغ کے سارے عالم میں فروغ پانے کا بہت بڑا حصہ ہے۔ تمام بزرگان دین اور اکابر تبلیغ کو اس کا اعتراف ہے اور بجا طور پر ان کے قلوب میں ان کی وقعت ہے اور اس سے کسی کو بھی انکار نہیں ہو سکتا لیکن دوسری حقیقت کو بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا کہ یہ حضرات علماء راسخین کی طرح دین کے جمیع علوم ظاہریہ و باطنیہ کی تکمیل کر کے پھر عملاً و عملاً اس میں مہارت و بصیرت پیدا ہونے کے بعد کام میں نہیں لگے بلکہ علم کا عمومی اور ضروری حصہ جو اس مبارک کام کا موضوع ہے اسی کو انھوں نے حاصل کیا اسی کو دیکھا اسی سے اپنے اندر تبدیلی پائی اس سے زیادہ کی ضرورت ہے اور اپنے اندر اس کی کمی محسوس نہیں کی۔ اور چونکہ ان کو اس کام کے بعض یا اکثر اجزا میں مہارت اور تجربہ حاصل ہوجاتا ہے جس کو وہ لوگ یا ان کے مستفیدین یہ خیال کرتے ہیں کہ یہ دین میں کامل ہو گئے۔ لہذا ان کا ہر قول ہر دینی امر میں حجت ہے حالانکہ یہ ایک بدیہی امر ہے کہ یہ ایک خطرناک مغالطہ ہے حالانکہ تمام دینی امور میں صحیح فیصلہ کہ کونسا عمل کتنا ضروری اور کس وقت کس دینی امر کو مقدم اور کس کا قدرے نقصان برداشت کرنا اور کس کا قطعاً کوئی نقصان برداشت نہ کرنا ان سارے امور کا تفصیلاً و اجمالاً فیصلہ صرف علماء ربانیین ہی کا حق ہے کہ یہ بات شرعاً و عقلاً واضح ہے۔ لیکن صورت حال یہ ہو کہ ان کارکنوں کو ایک مختصر و مخصوص دینی نصاب اور دین کے ایک ہی شعبہ اور دعوت کے ایک ہی طریق کار میں شب و روز محنت اور اسی کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنا لینے سے دین کے اس حصہ سے شدید تعلق ہو گیا یہ شدت تعلق ان قابل قدر حضرات میں سے بعض کے لئے دین کے اس حصہ کے ماسوا سے بیزاری اور ان کے بُعد ہو گیا۔ ایسی صورت میں ان حضرات سے کبھی کبھی جوش میں تبلیغ کے علاوہ دوسرے شرعی و دینی امور کے متعلق نازیبا الفاظ نکل جاتے ہیں اور تبلیغی کو نقصان پہنچانے والی حرکات سرزد ہو جاتی ہیں ان حضرات میں کچھ خام علماء بھی ہوتے ہیں کسی مدرسہ سے باقاعدہ فارغ التحصیل تو ہوتے ہیں مگر خامی استعداد کی کمی یا غلبۂ ...

اختیار نہ کرنے کی وجہ سے بعد میں ان کے پاس صرف مدرسہ کی سند ہی رہ جاتی ہے چاہے تقریر وغیرہ میں مہارت حاصل کرکے عوام میں بڑے علماء شمار ہوتے ہوں۔

یہاں یہ بات بھی پیش نظر ہونی چاہیئے کہ ماشاء اللہ کام کا پھیلاؤ اس وقت سارے عالم میں ہوگیا ہے اور الحمدللہ بڑھتا جارہا ہے اللھم زد فزد اس سارے وسیع کام کے لئے ذمہ دار اکابر تبلیغ تو چند ایک ہی ہیں معیاری کارکنوں کی بھی بہت کمی ہے اس لئے جو بھی آگے بڑھتا ہے اس کو قبول کرنا اور ذمہ داریاں سپرد کرنا پڑتی ہیں۔ ان میں بعض حضرات کام میں سرگرمی دکھلا کر عوام میں ایسی مراجعیت پیدا کرلیتے ہیں کہ عوام انھیں کو اکابر تبلیغ اصل ذمہ دار سمجھنے لگ جاتے ہیں اور پھر انھیں کی بعض غلط باتوں اور ان کے خود ساختہ اصولوں کو اکابر کے نام کے آگے پھیلاتے ہیں جو تبلیغ کے لئے نقصان دہ اور تبلیغ پر اعتراضات کا باعث بنتا ہے۔ اس لئے آج کل سب نئے پروانوں کے لئے سلامتی اور ترقی کا راستہ اپنے اصل اکابر کی اتباع اور قدیم اصولوں کو مضبوطی سے اپنانے ہی میں ہے۔

حضرت شیخ دامت برکاتہم اپنے رسالہ تبلیغی جماعت پر اعتراضات کے جوابات کے آخر میں تحریر فرماتے ہیں کہ کام کرنے والے احباب سے باصرار درخواست ہے کہ صرف حضرت دہلویؒ اور حضرت مولانا محمد یوسف صاحبؒ کے ملفوظات اور ارشادات اور ہر دو کی سوانح عمریاں اور مکاتیب بہت اہتمام سے مطالعہ میں رکھا کریں کہ کام کرنے والوں کے لئے یہ بہت قیمتی موتی ہیں اور ان اصولوں کی پابندی کام میں اضافہ اور برکت کا سبب ہے۔ اور جیسا کہ حضرت دہلوی نوراللہ مرقدہٗ نے بار بار فرمایا اور ملفوظات میں بھی کئی جگہ آیا کہ ان اصولوں کی رعایت سے تو انشاء اللہ کام میں ترقی کی امید ہے اور بے اصولی سے سخت خطرات کا اندیشہ ہے۔

چونکہ مندرجہ بالا امور جن کی تفصیل گذشتہ اوراق میں تحریر ہوئی ہے ان کی ایک عمومی سی فضا بنتی جارہی ہے اور آئے دن ادھر ادھر سے کچھ نہ کچھ واقعات سننے اور دیکھنے میں آتے رہتے ہیں اور کام اب ماشاء اللہ اتنا پھیل گیا ہے کہ مسئلہ اب چند افراد کا نہیں جن کو زبانی تنبیہ کافی ہوجاتی بلکہ عمومی ذہن بدلنے کی ضرورت تھی جس کے لئے عمومی تحریر کی ضرورت ہوئی

اور وہ بھی کسی مؤثر شخصیت کے ذریعہ جو کہ اس مبارک کام کے بانی کے ابتدائی شریک کار اور اس کے بنیادی اصول تیار کرنے میں مُشیر خاص رہ چکے ہوں اور بانیِ تبلیغ کے وصال کے بعد سے نے کرتادم تحریر اس پورے کام کے سرپرست اور پُشت پناہ ہیں اور جن کیلئے موجودہ اکابرِ تبلیغ مثل بیٹوں کے ہیں اور شاگردانِ رشید اور مسترشدین ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو عقلِ سلیم عطا فرمائے اور اس مبارک کام کو اپنے اور غیروں کے فِتن سے بچا کر اور تمام رکاوٹوں کو دُور فرما کر زیادہ سے زیادہ ترقی و فروغ دے۔ آمین یارب العلمین وصلّی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہٖ سیدنا ومولانا محمد وآلہٖ وسلّم۔

محمد اقبال

۳ ذیقعدہ ۱۴۰۱ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلدِّیْنُ النَّصِیْحَۃُ

ایک نصیحت آموز اور ترغیبی خط

جو

تبلیغی جماعت کے ایک مخلص کارکن کے نام ہے جس میں ذکر کے متعلق شیطان کے ایک علمی اور ایک وہمی بے بنیاد دھوکے کو واضح کیا گیا ہے۔

حسبِ ارشاد

قطب العالم حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب مہاجر مدنی مدظلہ العالی

طبع ہوا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عن مدینہ منورہ علیٰ منورہا الف الف صلوٰۃ والسلام ۔ عزیز گرامی قدر و منزلت زادت تونکم و عشقکم ۔

بعد سلام مسنون : محبت نامہ ہماری بن ملا جس کو پڑھ کر اور بھی بیمار ہو گیا جس خلوص و محبت سے آپ نے اپنے دینی جذبات کا اظہار کیا اور بندۂ نااہل کی خدمات حاصل کرنا چاہی اس نے مجبور کر دیا کہ میں اپنے خیالات کو تفصیل سے عرض کر دوں ۔ اس سے پہلے بھی آپ کا خط آیا تھا اور ذکر شغل کے متعلق آپ نے مجھ سے پوچھا تھا میں نے اس وقت بھی قطع نظر اپنی نااہلیت کے آپ کی خیر خواہی کے پیش نظر بہت زور سے لکھا کہ آپ اس معاملہ میں ہمارے بزرگ اور حضرت اقدس شیخ دام مجدہم کے مجاز حضرت مولانا سعید احمد خان صاحب سے رجوع کریں کیونکہ آپ کو ان سے مناسبت ہے ۔ عقیدت ہے اور آپ کے اندر تبلیغی کام کی تڑپ ہے ان سے پور جوڑ بیٹھ جائے گا جو کہ اس لائن کی ضروری شرط ہے ۔

آپ کے خط سے معلوم ہوا کہ آپ کے ہاں تبلیغ کے مبارک کام کے بند ہو جانے سے آجکل چونکہ آپ فارغ ہیں تو چاہتے ہیں کہ چلو اس فراغت میں ذکر شغل ہی کر لیا جاوے ۔ اللہ پاک کا مبارک نام تو وہ ہے کہ چاہے ذکر و ثواب کی نیت سے نہ بھی کیا جاوے ۔ ویسے ہی محاورہ کے طور پر منہ سے نکل جاوے تو وہ بھی دُنیا و مافیہا سے زیادہ قیمتی ہے اور کچھ نہ کچھ اثر کئے بغیر نہیں رہتا ۔ لیکن ذکر لسانی کے ذریعہ حقیقی ذکر اور اللہ تعالیٰ سے خصوصی نسبت اور تعلق پیدا کرنے کی لائن کو اختیار کرنا مستقل آداب و شرائط چاہتا ہے ۔ اس کی تفصیل اس وقت عرض نہیں کرتا ۔ اس وقت تو ایک غلط فہمی اور شیطانی فریب کو دُور کرنا ہے جو میرے دل کا زخم بنا ہوا ہے جس کو آپ کی تحریر نے چھیڑ دیا ہے ۔ اس کے دو جُز ہیں ۔ ایک تو یہ کہ آپ نے تبلیغ کے کام سے اپنے کو فارغ سمجھ لیا ۔ دُوسرے یہ کہ تبلیغی مشغولی میں ذکر کی ضرورت اتنی نہیں ہوتی جتنی فارغ کو ہوتی ہے ۔ پہلے جُزو کے متعلق عرض ہے کہ کسی رکاوٹ کی وجہ سے اپنے کو فارغ سمجھ لینا ۔ کام کے نہ

سمجھنے کی علامت ہے اگر یہ کام خدانخواستہ ہٹ جائے تو اپنے کو بھی مٹا دینا چاہیئے۔ یہی وقت تو زبان جان کھپانے اور گھلنے کا ہے تاکہ رکاوٹیں دور ہوں اور کام کا عام راستہ کھلے۔ البتہ حالات کے بدلنے سے کام کی نوعیت اور طریقہ دوسرا ہوگا۔ جیسا کہ شروع میں سعودی عرب کا یہی حال تھا کہ یہاں موجودہ ترتیب سے کام کی اجازت نہ تھی۔ اس وقت حضرت مولانا سعید احمد خان صاحب حضرت مولانا مفتی زین العابدین صاحب حضرت مولانا عبید اللہ صاحب (یہ تینوں حضرت شیخ کے ذکر کی لائن میں مجاز ہیں) و دیگر خواص نے حضرت دہلوی قدس سرہٗ اور انکے بعد حضرت جی مولانا یوسف صاحبؒ کی ہدایات کے مطابق یہاں شب و روز محنت کی۔ اور اس محنت سے پہلے حضرت دہلویؒ بنفس نفیس یہاں خود اس وقت کے حالات کے مطابق زمین ہموار کر گئے تھے۔ اور بیج ڈال گئے تھے۔ پھر آہستہ آہستہ برسوں کی محنت کے بعد عوام مانوس ہوئے حکومت مطمئن ہوئی تب جا کر عام راستہ کھلا۔ اُس وقت کا کام حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی مکی زندگی کے کام کے مشابہ تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے یہاں پر مدنی دور بھی دکھلا دیا۔ کہ بڑے بڑے اجتماع ہو رہے ہیں۔ مسجدِ نبوی اور مسجدِ حرام سے ساری دُنیا کے لئے عربوں کی جماعتیں نکل رہی ہیں۔ جن کو دیکھ کر محض تماشا دیکھنے والے غیر متعلق لوگوں پر بھی رقت طاری ہو جاتی تھی وغیرہ مناظر ہمارے سامنے کے ہیں۔ جملہ رکاوٹیں مثلاً حکومتوں کے محکمے سی آئی ڈی۔ محکمہ کسٹم۔ محکمہ زرِمبادلہ۔ محکمہ امیگریشن (پاسپورٹ وغیرہ وغیرہ) محکمہ امورِ دینیہ سب مطمئن اور تعاون کے لئے تیار تھے اور حقیقت میں تائیدِ غیبی شاملِ حال تھی۔ جماعت میں عام طور سے یہ فقرہ مشہور تھا کہ فلاں رکاوٹ آئی دو رکعت صلوٰۃ الحاجہ پڑھ کر دعا کی اللہ تعالیٰ نے دور فرما دی۔ اس کام سے غیر متعلق مشائخ اور علماءِ حق کی تائید اور دعائیں ساتھ تھیں ایک مختصر طبقہ بدعتی وغیرہ کی مخالفت رہی جس کو عام طور پر خود ان مخالفوں کے حلقے بھی اچھی نظر سے نہیں دیکھا جاتا ــــ اور کچھ غلط لوگوں کا مخالف ہونا کام کی حقانیت کے دلائل میں سے ہوتا ہے غرض کام اتنا بڑھا کہ یورپین ملکوں کے گرجے مساجد میں تبدیل ہونا شروع ہو گئے۔ اور جن ممالک یورپ، امریکہ، جاپان وغیرہ میں اسلام کی تبلیغ اور ترقی کا وہم بھی مشکل تھا وہاں سے تبلیغ کے لئے جماعتیں آنا شروع ہو گئیں وہاں کے لوگ پکے مسلمان بن گئے۔ وہاں مدارس

مساجد قائم ہوتے ان ملکوں سے دین کے عظیم تکمیلی رُکن "حج" کو ادا کرنے والے یہاں آنے شروع ہو گئے اور یہ انقلاب کسی اور دینی کام کے ذریعے نہیں ہو رہا تھا۔ یہ سب اسی مُبارک کام کے نتائج تھے۔

ظاہر ہے اس منظر نے شیطان کی کمر توڑ دی اس کی اسکیمیں فیل کر دیں۔ کیونکہ وہ عموماً حُبِ مال اور حُبِ جاہ کے ذریعہ اپنا کام کیا کرتا ہے۔ لیکن اس مُبارک کام میں اس کے حصُول کے راستے تو گیا ہوتے۔ انھیں چیزوں کی قُربانی کام کہلاتی تھی۔ یہ سب باتیں تو بہت تفصیل سے آپ کے سامنے بھی ہیں ہیں اس لئے تحریر کر رہا ہوں تاکہ معلوم ہو جائے کہ یہ چیزیں میرے بھی سامنے ہیں کیونکہ اللہ کے فضل سے میں آج سے چالیس برس پہلے اس کام میں لگا تھا۔ اور مجھے میرے آقا و مُرشد میرے ملجا و ماویٰ اسی مُبارک کام کے راستے سے ملے اس لئے مجھ پر اس کام کے خصوصی احسانات اور حقوق بھی ہیں۔[1]

آپ کو جو قلق و اضطراب ہو رہا ہے وہ ہمارے سارے ہی اکابر کو ہے اور ہمارے اکابر وہی ہیں جن کو اس کام سے خصوصی یا عمومی تعلق و ہمدردی ہے اور جو کوئی مخالف ہے وہ ہمارے اکابر میں سے نہیں۔ اکابر کے غم کا اثر ہم خدام پر بھی بہت ہے۔ بندہ اپنے مخصوص اعذار کی بناء پر آج کل عملی طور پر کام میں شریک نہیں لیکن اس کام سے عشق کے درجہ کا تعلق ہے۔ گو عشق میں کسی شرعی یا غیر شرعی عذر یا مصلحت کا لحاظ نہیں ہُوا کرتا لیکن میرے عشق کی باگ ایسے مشفق و مربی کے ہاتھ میں ہے جو تبلیغ کے سرپرست ہیں وہ امام التبلیغ حضرت دہلویؒ کے نزدیک حضرت دہلویؒ ہی کے الفاظ میں ان کے پُشت پناہ اور اکابر کی جماعت میں اس کام کی سب سے زیادہ حمایت و تائید کرنیوالوں میں اور مُخالفتوں اور فتنوں کا سدِباب کرنے والوں میں اور اعتراضات کا جواب دینے والوں میں ہیں پھر اس وقت شریعت و طریقت کے امام ہیں۔ اس مُبارک کام میں شروع سے لے کر اب تک حضرت اقدس کا بنیادی اور مؤثر اور نمایاں حصہ رہا ہے اور دُوسری طرف یہی مُبارک کام حضرت کے فیوض کو سارے عالم میں پھیلنے کا ذریعہ بن کر حضرت کی بلندیٔ درجات کا ذریعہ ہے۔ الیسی حالت میں کام میں

---

[1] پندرھویں صدی کے آغاز پر کعبۃ اللہ میں جو المناک حادثہ پیش آیا اسکے بعد سے سعودی عرب میں لوگوں کے یکجا مجتمع ہونے پر پابندی عائد کر دی گئی جس کی وجہ سے تبلیغی جماعت کا کام بھی بند ہو گیا۔

عملی شرکت کی نوعیت کا جتنا طرزِ عمل حضرت کی منشا کے خلاف نہ ہوگا۔ اس پر اطمینان ہے اور جتنا خلاف ہوگا۔ اس کا افسوس اور تقصیر کا اعتراف ہے مقصد یہ ہے کہ کام کے بند ہوجانے سے مجھے بھی اضطراب اور شکر انشاءاللہ کسی سے کم نہیں۔ اضطراب و فکر پر اللہ کا فضل ہوا ہی کرتا ہے۔ اس میں بعض دفعہ ابتلاء کی وجہ اور امید کا حل سمجھ میں آجایا کرتا ہے۔ اپنا تعارف کرانے کے بعد یہی حل آپ کو لکھنا مقصود ہے اور توفیق اللہ ہی کے ہاتھ ہے۔

یہ مبارک کام شیطان پر بہت ہی گراں گزرا اور اس کام کو خراب کرنے کے تمام راستے بھی بند پائے۔ تو اس کام سے براہِ راست کوئی تعرض نہیں کیا، بلکہ کام کے ظاہرہ جسم کو خوب موٹا تازہ ہونے دیا۔ لیکن چور دروازے سے گھس کر حفاظتی قلعہ اور کام کی روح پر ایسی چالاکی سے حملہ کیا کہ خود تبلیغ والے تبلیغ کی زندگی اور پھیلاؤ کو اس کی روح کے مرجانے میں منحصر سمجھنے لگ گئے اور غیر شعوری طور پر یہ احساس ہوگیا کہ جو قوت اور وقت فتنوں سے بچاؤ کی چیز اور روح کی تازگی میں خرچ ہوتا ہے وہ بھی جسم پر ہی خرچ ہونا چاہیئے اور اس خطرناک مہلک غلطی پر پردہ ڈالنے کے لئے روح کا نام اور حفاظتی قلعہ کا فقط نام باقی رکھا جاتا ہے۔ وہ روح اور حفاظتی قلعہ کیا ہے وہ ذکر اللہ ہے۔ جو ساری عبادات نماز جہاد وغیرہ اور تبلیغ کے چھ نمبروں کی بھی روح ہے اور چھ نمبروں کی ترتیب کے علاوہ تبلیغ کے جو دوسرے طریقے ہیں۔ ان کی بھی روح ہے فتنوں اور رکاوٹوں کو دور کرنے والی بھی ہے اور امدادِ غیبی، اللہ پاک کی خصوصی عنایت اور معیت شاملِ حال کرنے والی بھی ہے شیطان نے نہ صرف اس روح کو کمزور کرنے کی کوشش کی، بلکہ اسکے وجود کی مخالفت کرنے پر آمادہ کردیا۔ اور اپنی اس ناپاک سکیم میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے ذکر اللہ کے متعلق ایک علمی اور ایک ذہنی دھوکہ دیا۔ پہلے علمی دھوکہ کا بیان ہوگا پھر اسکے ثبوت پر یسانی ذکر اللہ کی اہمیت اور تبلیغ میں اس کی ضرورت کو جامعین شریعت و طریقت رہنما تبلیغ حضرت مولانا الیاس قدس سرہٗ، حضرت جی مولانا یوسف صاحب قدس سرہٗ، حضرت جی مولانا انعام الحسن صاحب دامت برکاتہم کے ارشادات اور واقعات بیان ہونگے۔ پھر اس سب کے باوجود ذکر کی مخالفت کرنیوالوں کا ذہنی دھوکہ میں آنے کا بیان ہوگا اور اس کی تصدیق میں واقعات

اور مشاہدات کا ذکر ہوگا

علمی دھوکہ : ذکر اللہ تبلیغ کے چھ نمبروں میں ہے شیطان کو اسکی مخالفت کرنا آسان نہ تھی۔ تو اس نے مغالطہ دینے کے لئے ایک واقعی سچی بات اور بڑی اعلیٰ حقیقت کے الفاظ کو استعمال کیا۔ جو کلمۃُ حقٍ اُرِیدَ بِہَا الْبَاطِلُ کا مصداق ہوگیا۔ اس سچی بات کو تمام مشائخ کا اتفاق ہے۔ اسکو حضرت دہلوی ؒ ہی کے الفاظ میں بیان کرتا ہوں فرمایا: "علم ذکر کو منضبط کرنے کی زیادہ سے زیادہ ضرورت ہے مگر علم ذکر کی حقیقت بھی طرح سمجھ لینی چاہئے ذکر کی حقیقت عدم غفلت ہے فرائض دینی کی ادائیگی میں لگے رہنا اعلیٰ درجہ کا ذکر ہے۔ اس لئے دین کی نصرت اور اس کے فروغ کی جدوجہد میں مشغول رہنا ذکر کا اونچا درجہ ہے بشرطیکہ اللہ کے اوامر اور مواعید کا دھیان رکھتے ہو۔ یہ مبارک کلمات بالکل حق اور متفق علیہ ہیں اس طرح کہ جو دینی فرائض میں سب سے اعلیٰ ہے اس کو اللہ کی یاد ہونا بھی اعلیٰ ذکر ہے۔ نماز کا اللہ کی یاد کے لئے ہونا قرآن پاک میں بھی آیا ہے۔ ارشاد ہے: اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ۔ اور حدیث پاک میں ہے کہ نماز کی حالت میں خدا اور بندہ کے درمیان سے پردہ اٹھا لیا جاتا ہے دوسری جگہ ہے کہ بندہ کو اللہ تعالیٰ سے سب سے زیادہ قرب سجدہ کی حالت میں ہوتا ہے۔ اسی لئے نماز کو معراج المومنین کہا جاتا ہے۔ کیونکہ معراج میں بہت ہی قرب، حضوری، مناجات اور مکالمہ ہوا تھا۔ اس کا نمونہ امتیوں کے لئے نماز میں رکھ دیا گیا۔ یہ ساری حالت عدم غفلت اور حقیقی ذکر ہی تو ہے۔ اسی طرح درجہ بدرجہ دوسرے فرائض اور دین کی نصرت و فروغ کی جدوجہد کا حال ہے۔ اس حقیقت کو بیان کرتے وقت اوپر کے خط کشیدہ الفاظ جو حقیقی ذکر حاصل ہونے کی شرط ہے اس کو چھوڑ دیا جاتا ہے یا اس کی وضاحت نہیں کی جاتی۔ یعنی حضرت کے الفاظ "بشرطیکہ اللہ کے اوامر اور مواعید کا دھیان رکھتے ہوئے ہو" اسکی وضاحت میں خود ہی حضرت دہلویؒ یوں فرماتے ہیں کہ فرائض میں لگنا حتی کہ نماز پڑھنا بھی اگر اللہ کے اوامر و مواعید کے دھیان کے ساتھ نہ ہو تو اصلی ذکر نہیں۔ بلکہ صرف جوارح کا ذکر ہے اور قلب کی غفلت ہے۔ بندہ عرض کرتا ہے کہ غافل قلب کے ساتھ پڑھی ہوئی نماز سے گو فرض ادا ہوجاتا ہے۔ مگر قرآن پاک میں فَوَیْلٌ لِّلْمُصَلِّیْنَ الَّذِیْنَ

هُمْ عَنْ صَلوٰتِهِمْ سَاهُوْنَ بھی آیا ہے اور ایسی نماز صلوٰۃ منافق کے مشابہ ٹھہرے گی جس کی نسبت حدیث پاک میں فرمایا : لَا یَذْکُرُ اللّٰہَ فِیْهَا اِلَّا قَلِیْلًا اور ایسی نماز کی نسبت لَمْ یَزْدَدْ بِهَا مِنَ اللّٰهِ اِلَّا بُعْدًا کی وعید آئی ہے۔ یعنی ایسی نماز کا باعث بُعد ہونا۔ اور دوسری روایت میں پرانے کپڑے کی طرح منہ پر مار دیا جانا نماز کا مصلی کے لئے بددعا کرنا بھی آیا ہے لیکن قلب کی عدم غفلت یعنی ذاکر و صالح قلب کے ساتھ جب نماز پڑھے گا تو اس میں کیفیت احسان کی وجہ سے اخلاص خشوع و خضوع ، حضوری سب کچھ ہوگا پھر یہ نماز اعلےٰ درجہ کا ذکر کہلائے گی۔ حاصل یہ کہ فرائض وغیرہ کے ذکر ہونے کا مدار قلب کی اصلاح اور اسکے ذاکر ہونے پر ہوا پھر قلب کی اصلاح ظاہری اعمال کی اصلاح کے لئے شرط ہوئی اور مقدم ہوئی۔ اسی کو حدیث پاک میں فرمایا گیا ہے اِذَا صَلُحَتْ صَلُحَ الْجَسَدُ کُلُّهٗ الحدیث معروف ذکر شغل یعنی ذکر لسانی وغیرہ مثلاً افضل الذکر کلمہ طیبہ کا تکرار وغیرہ کو اختیار کرنے میں زور دینے سے ایک مقصد انکے فضائل حاصل کرنا ہوتا ہے۔ دوسرا اہم مقصد اسکے ذریعہ قلب کی اصلاح کرنا ہوتا ہے تاکہ پھر صالح قلب کے ذریعہ دینی فرائض کی ادائیگی ، تبلیغی جد وجہد بلکہ بیع و شرا یہاں تک کہ لڑائی جھگڑا ساری زندگی حقیقی ذکر میں شمار ہو۔ کیونکہ اس طرح اعمال میں دھیان کہو یا ذکر کہو حاصل ہو کر خط کشیدہ شرط پوری ہوگی تو ایمان و احتساب اور تصحیح نیت کا اعلےٰ درجہ یعنی احسان کے ساتھ اعمال ہونگے۔ اس وقت وہ اعمال خود ذکر کہلائیں گے اور حقیقی ذکر کا سبب ہوں گے۔ اس کی عام فہم مثال اس طرح سمجھیں کہ کہا جاتا ہے کہ زرخیز زمین پر ہل جوتنے پانی دینے اور محنت کرنے سے غلہ حاصل ہوتا ہے۔ غلہ کے حصول میں زمین اور اس پر محنت کا نام لیا جاتا ہے۔ لیکن اس مقصد کے لئے یعنی غلہ حاصل کرنے کے لئے پہلے تھوڑا سا غلہ مٹی میں ملایا جاتا ہے جس کو بیج کہتے ہیں اور عام طور پر اس کا نام نہیں لیا جاتا حالانکہ اس کا ہونا لازمی شرط اور مقدم ہے اس کے بغیر ساری زرخیزی اور محنت بے کار ہوگی۔ سارا پانی بے کار جائے گا ہاں گیہوں کے بیج ڈالے بغیر اس محنت سے کوئی چیز پیدا تو ضرور ہوگی جو گھاس کہلاتی ہے۔ اس کو گیہوں کہہ دینا دھوکہ ہے۔ اسی طرح خط کشیدہ شرط کے بغیر جو جد و جہد ہوگی وہ حقیقی ذکر نہیں ہوگا۔ الحاصل حقیقی اور اعلےٰ ذکر کا نام لے کر اس کے

حصول کا ذریعہ معروف لسانی اذکار سے غفلت کر دی جاتی ہے۔ تاکہ مرادنی ہاتھ میں رہے نہ علی حاصل ہو۔

اب حضرت دہلویؒ اور حضرت جی مولانا یوسف صاحب کے ارشادات سُنیں جن کو مکاتیب مولانا الیاسؒ از حضرت مولانا سید ابوالحسن علی دام مجدہم ملفوظات مولانا الیاسؒ از حضرت مولانا محمد منظور نعمانی دام مجدہم سوانح یوسفی تالیف مفتی عزیز الرحمان صاحب و دیگر مولانا محمد ثانی صاحب دام مجدہم سے نقل کرتا ہوں۔ انکے مرتب حضرات تبلیغی جماعت کے خواص میں سے ہیں۔ یہ کتب کئی برس پہلے چھپی تھیں پھر ختم ہونے پر حضرت اقدس شیخ الحدیث صاحب دامت برکاتہم نے زرکثیر صرف فرماکر دوبارہ چھپوائیں۔ اب آقاد مرشد حضرت شیخ دام برکاتہ نے بندہ کو حکم فرمایا کہ ان کتب میں سے ذکر کے متعلق جو ارشادات ہوں ان کو ایک جگہ جمع کرلو۔

نمبر ۱ مکتوب گرامی از حضرت دہلویؒ بنام تمام کارکنانِ تبلیغ علاقہ میوات۔

میرے دوستو! اور عزیزو! تمہارے ایک ایک سال دینے کی خبر سے جو ابھی مسرت ہوری ہے وہ تحریر سے باہر ہے۔ اللہ تعالےٰ قبول فرماتے اور توفیق مزید عطا فرماتے میں چند باتوں کی طرف آپ صاحبان کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں۔

۱۔ اپنے اپنے ان لوگوں کی فہرست جمع کرکے مجھے اور شیخ الحدیث صاحب کو لکھیں کہ جو ذکر شروع کرچکے ہیں یا اب کررہے ہیں یا چھوڑ چکے ہیں۔

۲۔ دوسرے جو بیعت ہیں اور ان کو بیعت کے بعد جو بتلایا جاتا ہے اسکو نباہ رہے ہیں یا نہیں۔

۳۔ ہر مرکز میں جو مکاتب ہیں ان کی نگرانی درجہ بدرجہ مکاتب کی جہاں جہاں ضرورت ہو

۴۔ تم خود بھی ذکر اور تعلیم میں مشغول ہو یا نہیں اگر نہیں ہو تو بہت جلد اب تک کی غفلت سے نادم ہو کر شروع کردو۔

۵۔ نمبر (۱) سے مراد یہ ہے کہ جن کو بارہ تسبیح (اس کو سلسلہ چشتیہ کی دوازدہ تسبیح کہتے ہیں) بتائی ہیں وہ پابندی سے پورا کرتے ہیں یا نہیں اور انھوں نے ہم سے پوچھ کر کیا ہے یا خود اپنی تجویز سے ذکر کرنے والوں کو دیکھ کر شروع کر دیا ہے ہر شخص سے دریافت کرکے نمبروار تفصیل لکھو۔

۶۔ اپنے مرکزوں سے ہر ہر نمبر کے متعلق نمبروار تفصیل کے ساتھ کارگزاری میرے اور شیخ الحدیث صاحب کے پاس روانہ کرنے کا اہتمام ہو۔

۷۔ جو ذکر بارہ تسبیح کر رہے ہیں ان کو آمادہ کرو کر وہ ایک ایک چلہ رائے پور جا کر گزاریں (رائے پور ضلع سہارنپور حضرت رائے پوری کی مشہور خانقاہ ہے)۔

میرے عزیز تم خود غور کر لو کہ اس مکتوب گرامی میں کس قسم کے ذکر کی تاکید ہو رہی ہے اور زور دیا جا رہا ہے۔ تبلیغی جدوجہد میں نکلنے والوں کو صرف ذکر کے لئے پورے چلے کے لئے کہاں جانے کا حکم ہو رہا ہے۔ اسی مکتوب میں نمبر دس پر بھی فرماتے ہیں کہ میرے دوستو تمہارے نکلنے کا خلاصہ تین چیزوں کا زندہ کرنا ہے۔ ذکر تعلیم تبلیغ یعنی تبلیغ کے لئے باہر نکالنا اور ان کو ذکر و تعلیم کا پابند کرنا۔ (مکاتیب) میانجی عیسٰے صاحب کو ایک طویل مکتوب کے آخر میں تحریر فرماتے ہیں کہ اگر تم تبلیغ کی کوشش کیساتھ ساتھ ذکر پر بھی مداومت رکھو گے تو انشاء اللہ عجیب وغریب برکات دیکھو گے (کیا یہ تبلیغی کوشش خود حقیقی ذکر نہ تھی کہ حضرت نے ان کو ذکر لسانی کی طرف متوجہ فرمایا)۔

نمبر ۳ ذکر کے بغیر تبلیغی جدوجہد کا فتنہ وضلالت کا دروازہ بن جانے کا خطرہ۔

ایک دن بعد نماز فجر جبکہ اس تحریک میں عملی حصہ لینے والوں کا نظام الدین کی مسجد میں بڑا مجمع تھا اور حضرت مولانا کی طبیعت اس قدر کمزور تھی کہ بستر پر لیٹے لیٹے بھی دو چار لفظ باواز نہیں کہہ سکتے تھے تو اہتمام سے ایک خاص خادم کو طلب فرمایا اور اس کے واسطے سے اس پوری جماعت کو کہلوایا کہ آپ لوگوں کی یہ ساری چلت پھرت اور ساری جدوجہد بیکار ہو گی اگر اس کے ساتھ علم دین اور ذکر اللہ کا اہتمام آپ نے نہیں کیا (گویا یہ علم و ذکر دو بازو ہیں جن کے بغیر اس فضا میں پرواز نہیں کی جا سکتی) بلکہ سخت خطرہ اور اندیشہ ہے کہ اگر ان دو چیزوں کی طرف سے تغافل [illegible] جدوجہد [illegible] اور [illegible] کے [illegible] بڑھاتے ہیں [illegible]
[illegible] رکھا جائے
[illegible] لوگ [illegible]
[illegible]

نمبر ۳۔ (ذکر اللہ کے اہتمام کے بغیر نکلنا کچھ بھی نہیں اور خانقاہوں سے وابستگی کی ترغیب ہے)

فرمایا۔۔۔ ہماری اس دینی دعوت میں کام کرنے والے سب لوگوں کو یہ بات اچھی طرح سمجھا دینی چاہیئے کہ تبلیغی جماعتوں کے نکلنے کا مقصد صرف دوسروں کو پہنچانا اور بتانا ہی نہیں ہے بلکہ اسی ذریعے سے اپنی اصلاح اور اپنی تعلیم و تربیت بھی مقصود ہے۔ لہذا نکلنے کے زمانے میں علم اور ذکر میں مشغولیت کا بہت زیادہ اہتمام کیا جائے۔ علم دین اور ذکر اللہ کے اہتمام کے بغیر نکلنا کچھ بھی نہیں۔ پھر یہ بھی ضروری ہے کہ علم و ذکر میں یہ مشغولیت اس راہ کے اپنے بڑوں سے وابستگی رکھتے ہوئے اور ان کی زیر نگرانی و زیر ہدایت ہو۔ انبیاء علیہم السلام کا علم و ذکر اللہ تعالےٰ کے زیر ہدایت تھا اور صحابہ کرام حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے علم و ذکر لیتے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم انکی پوری نگرانی فرماتے تھے اسی طرح ہر زمانہ کے لوگوں نے اپنے بڑوں سے علم و ذکر لیا اور ان کی نگرانی اور رہنمائی میں تکمیل کی، ایسے ہی آج بھی ہم اپنے بڑوں کی نگرانی کے محتاج ہیں ورنہ شیطان کے جال میں پھنس جانے کا بڑا اندیشہ ہے۔ ص۱۱۱۔ (غور کریں کہ یہ نگرانی رہنمائی میں تکمیل کرنا اور ذکر لینا وغیرہ الفاظ کے کیا معنی ہیں کیا یہ سب تین تسبیح سیکھنے کے لئے ہوتا ہے؟ یا سلوک و تصوف و تزکیہ میں ہوتا ہے)

نمبر ۴۔ تبلیغی دوڑ دھوپ کرنیوالوں کیلئے خلوت، تبتل اور کثرت ذکر کی زیادہ ضرورت

فرمایا۔۔۔ انبیاء علیہم السلام باوجود کہ معصوم اور محفوظ ہیں کہ علوم و ہدایات براہ راست حق تعالیٰ سے حاصل کرتے ہیں، لیکن جب ان تعلیمات و ہدایات کی تبلیغ میں ہر طرح کے لوگوں سے ملنا جلنا اور ان کے پاس آنا جانا ہوتا ہے تو ان کے مبارک اور منور قلوب پر بھی ان عوام الناس کی کدورتوں کا اثر پڑتا ہے۔ پھر تنہائی کے ذکر و عبادت کے ذریعہ وہ اس گرد و غبار کو دھوتے ہیں۔

نمبر ۵۔ فتنوں سے حفاظت کا قلعہ

فرمایا۔۔۔ ذکر اللہ شر شیاطین سے بچنے کے لئے قلعہ اور حصن حصین ہے۔ لہذا جس قدر غلط اور برے ماحول میں تبلیغ کے لئے جایا جائے شیاطین جن و انس کے برے اثرات سے اپنی حفاظت کے لئے اسی قدر زیادہ ذکر اللہ کا اہتمام کیا جائے۔ ص۳۳

نمبر ۶۔ فرمایا۔۔۔ مجھے جب بھی سوات جانا ہوتا ہے تو ہمیشہ اہل خیر اور ذکر کے

مجمع کے ساتھ جاتا ہوں. پھر بھی عمومی اختلاط سے قلب کی حالت اس قدر متغیر ہو جاتی ہے کہ جب تک اعتکاف کے ذریعہ اس کو غسل نہ دوں یا چند روز کے لئے سہارنپور (جہاں عربی مدرسہ مظاہر علوم اور اہل ذکر مشائخ کا ماحول ہے) یا رائے پور (جہاں ذکر شغل کے لئے خانقاہ ہے) کے خاص مجمع اور خاص ماحول میں جا کر نہ رہوں قلب اپنی حالت پر نہیں آتا. دوسروں سے بھی کبھی کبھی فرمایا کرتے تھے کہ دین کے کام کرنے والوں کو چاہیئے کہ گشت اور چلت پھرت کے طبعی اثرات کو خلوت کے ذکر و فکر کے ذریعے دھویا کریں.

نمبر ۷. فرمایا ـــــ علم و ذکر کا کام ابھی تک ہمارے مبلغین کے قبضہ میں نہیں آیا اس کی مجھے بڑی فکر ہے اور اس کا طریقہ یہی ہے کہ ان لوگوں کو اہل علم اور اہل ذکر کے پاس بھیجا جاتے اور ان کی سرپرستی میں تبلیغ بھی کریں اور ان کے علم و صحبت سے مستفید ہوں.

نمبر ۸. فرمایا ـــــ مولانا ہماری تبلیغ میں علم و ذکر کی بڑی اہمیت ہے. بدون علم کے نہ عمل ہو سکے نہ عمل کی معرفت اور بدون ذکر کے علم ظلمت ہی ظلمت ہے اس میں نور نہیں ہو سکتا مگر ہمارے کام کرنے والوں میں اس کی کمی ہے. (ص ۴۶)

نمبر ۹. حضرت دہلویؒ کے مذکورہ بالا ملفوظات کا خلاصہ حضرت کے جانشین حضرت جی مولانا یوسف صاحبؒ کی زبانی سنئیں اس میں ان کا ایک ہی اہم مکتوب تحریر کرنا کافی ہے فرماتے ہیں ـــــ علم و ذکر اس کام کے دو بازو ہیں (کسی جگہ گاڑی کے دو پہیوں کی مثال دیا کرتے تھے) ان میں سے کسی ایک کی کمی اور سستی اصل کام کے لئے سخت مضر اور کمزور کرنے والی ہے. ہر ایک اپنی جگہ نہایت ضروری اور لابدی ہے. علم و ذکر کے مراکز خانقاہیں اور مدارس ہیں. ہم اپنے ان دونوں بازوؤں کو قوی کرنے کے اندر ہر طرح اور ہر وقت اہل علم علماء اور مشائخ کے محتاج ہیں. وہ ہمارے بالخصوص ان دو اہم امور میں مقتدا ہیں. ہمارے ذمے لازم ہے کہ ہم علم و ذکر کی وجہ سے ان کی خوب قدر کریں ان کی خدمت کریں. ان کی صحبت کو اپنے لئے باعث اصلاح و نجات سمجھیں. اس بنا پر تبلیغ کے اہم نمبروں میں سے ہے علماء مشائخ کی زیارت اور ان سے دعائیں لینا ان کے سامنے حالات تبلیغ سنانا اور مفید مشورہ حاصل کرنا.

اللہ کی شان: کہ موجودہ تبلیغی طریقہ کے آئمہ تبلیغ جس جز و یعنی چلت پھرت دعوت و اختلاط ہی کی وجہ سے ذکر کو نہایت ضروری اور سستی کو نہایت خطرناک فرما رہے ہیں تو اس جز کے بڑھ جانے سے ذکر کی ضرورت بھی زیادہ محسوس ہونا چاہیے تھی۔ دیہات میں عوام کے اندر کام کرنے والوں کی نسبت شہروں میں کام کرنے والوں کو زیادہ ذکر کی ضرورت ہوتی ہے اور دیسی شہروں میں کام کرنے والوں کی نسبت یورپین شہروں میں زیادہ ضرورت ہے۔ لیکن آج اللہ کے فضل سے اس جز و یعنی دعوت کا پھیلاؤ کے بڑھ جانے کو ذکر چھوڑنے کا عذر قرار دیا جاتا ہے۔ کیونکہ ذکر کرنے والوں کے اکثر خطوط آتے ہیں۔ زبانی بھی پوچھتے ہیں کہ چلہ میں جانے سے ذکر نہیں ہو سکا۔ وقت نہیں ملتا۔ انکو سمجھا دیا جاتا ہے کہ یہی دعوت کا کام حقیقی ذکر ہے۔ یہ ذکر سے بڑھ کر ہے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

تبلیغ سے ذکر اور خانقاہ کے جوڑ کے سلسلہ میں حضرت دہلویؒ کا ارشاد:

تبلیغ میں ذکر اور اس کے مراکز خانقاہوں کی اہمیت واضح ہو جانے کے بعد خانقاہوں کو تبلیغ کے خلاف سمجھنا یا تبلیغ کو خانقاہوں کے خلاف سمجھنا اپنے اکابر کے ارشادات اور عمل کی صریح مخالفت ہے۔ اس بارے میں حضرت دہلویؒ کا ایک ارشاد سنیں جو کہ مکتوب گرامی بنام شیخ الحدیث صاحب دامت برکاتہم سے ماخوذ ہے

تحریر فرمایا ۔۔۔۔ یہ میری تبلیغ ملک کے لئے بمنزلہ اس چیز کے ہے جس کو مشائخ سلوک طریقت سے پہلے اسکے پابند ہونے کو لازم بتایا کرتے ہیں اور اسکے التزام کو واجب رکھتے ہیں

چنانچہ حضرت شیخ المشائخ شیخ الحدیث دام مجدہم کا اصول ہے کہ عموماً بیعت کے بعد جب مریدین کو ابتدائی معمولات ارشاد فرماتے ہیں تو اس وقت اس بات کی ترغیب بھی دیا کرتے ہیں کہ [illegible]

[illegible]

تبلیغ میں ذکر کی اہمیت کے متعلق اکابر تبلیغ کے ملفوظات تو گزر چکے اب اُن کا ذاتی عمل ملاحظہ کریں حضرت شیخ دام مجدہم سے بارہا سُنا کہ میرے چچا جان نور اللہ مرقدہٗ اپنی شدّتِ علالت سے پہلے تک دوازدہ تسبیح (بارہ تسبیح) کا بڑا اہتمام فرماتے تھے۔ ماہِ مبارک میں عصر کے بعد ذکر کرتے تھے اس وقت پاس بیٹھنے والے کو بھی ایک طراوٹ آجاتی تھی حضرت دہلویؒ طریقت میں قطبُ العالم حضرت گنگوہیؒ کے مُرید اور حضرت سہارنپوریؒ کے خلیفہ تھے۔

حضرت دہلویؒ کے جانشین حضرت جی مولانا یوسف صاحبؒ جو طریقت میں حضرت دہلویؒ کے خلیفہ بھی تھے ان کا اس مقصد کے لئے رائے پور کی خانقاہ میں حاضری دینا اور اپنی زیرِ نگرانی ذکر بالجہر کروانا جس سے مسجد کی بنگلہ والی مسجد اور اُوپر کا بڑا کمرہ تہجد کے وقت گونج جاتا تھا۔ یہ مناظر ہمارے آپ کے سامنے کے ہیں۔

پھر حضرت جی کے جانشین موجودہ امیرِ جماعت مولانا انعام الحسن صاحب دامت برکاتہم جو سلوک و طریقت میں حضرت دہلویؒ کے خلیفہ مجاز ہیں جنھوں نے کئی برس مرکز کے مدرسہ کاشف العلوم میں بخاری شریف کا درس دیا۔ حضرت جی مولانا محمد یوسف صاحب ہی کے زمانے سے ذکر شغل کی لائن کا شعبہ آپ ہی کی زیرِ نگرانی رہا۔ اگرچہ تبلیغی مصالح کی بنا پر عموماً بیعت حضرت مولانا یوسف صاحب ہی فرمایا کرتے تھے۔ لیکن اُن میں سے اوراد و معمولات کی پابندی کر کے آگے پوچھنے والوں کو آپ ہی کے پاس دوازدہ تسبیح سیکھنے، پاس انفاس وغیرہ کا طریقہ جاننے کے لئے بھیجا جاتا تھا کیونکہ آپ بہت ہی اہتمام سے اس کی تلقین فرماتے تھے اور حضرت جی خود اپنی ذات سے بہت زیادہ ذکر شغل اور خلوت پسند تھے مولانا محمد منظور نعمانی صاحب اپنے ایک مضمون میں تحریر فرماتے ہیں۔ تبلیغ میں جس طرح مولانا محمد یوسف صاحب [illegible] تھے حضرت مولانا انعام الحسن صاحب [illegible] [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] مدظلہ جی سے [illegible]

کرتے ہیں۔ یہاں حضرت جی کا ایک واقعہ جو ہے تو اس تحریر سے غیر متعلق، لیکن مجھ پر غایت تاثر کی بنا پر لکھنے کو جی چاہ رہا ہے۔ کہ جس طرح ہم کو ذکر کے بارے میں اکابر کے طرز کو اختیار کرنا چاہیئے اسی طرح معاملات میں ہماری کمزوری کی بھی بہت شہرت ہو رہی ہے ان کا بھی فکر کرنا چاہیئے۔ بلکہ ذکر سے زیادہ کیونکہ ذکر چاہے کتنا ضروری ہو لیکن اصلاً نفل ہے اور صفائی معاملات اور ادائیگی حقوق واجب ہے۔

رمضان ۱۳۹۷ھ میں حضرت شیخ الحدیث دامت برکاتہم نے مدینہ پاک ہی قیام فرمایا۔ حضرت اپنی شدتِ علالت کی وجہ سے تراویح اپنی جائے قیام مدرسہ علوم شرعیہ ہی میں ادا فرماتے تھے۔ چار پانچ خادم ساتھ تھے مدرسہ کی جگہ فی الجملہ عمومی ہونے کی وجہ سے رمضان میں وضو استنجاء کرنے والوں کا رش ہو جاتا تھا جس سے مدرسہ کے اصل مقیمین کو تکلیف ہوتی تھی اس میں کچھ کمی کرنے کے لئے استنجاء خانوں کے باہر کاغذ پر اعلان لکھ دیا تھا کہ مقیمین کے علاوہ بلا اجازت غسلخانے استعمال نہ کریں۔ حضرت جی مدظلہ تشریف لائے ہوئے تھے۔ تبلیغی ضرورتوں کے تحت ان کا قیام تو مسجد نور میں ہوتا تھا، لیکن ان کا حضرت شیخ کے ہاں بھی مہمان ہونا اور ان کی ذاتی اہمیت ظاہر ہے کہ مدرسہ کے دیگر تمام مقیمین ان کے بمنزلہ خدام تھے۔ تراویح کے وقت مدرسہ کا دروازہ بند رہتا تھا لیکن اس کی تالی حضرت جی کو پیش کر دی گئی تھی تاکہ جب بھی تشریف لائیں دروازہ کھلوانا نہ پڑے۔

ایک روز تراویح کے دوران حضرت [illegible] پیشاب کی حاجت ہوئی فراغت کے لئے حرم شریف سے مدرسہ تشریف [illegible] بیت الخلاء میں داخل ہوتے وقت اعلان پر نظر پڑ گئی تو وہیں کھڑے ہو گئے اندر نہیں گئے۔ ادھر حضرت شیخ کے ہاں تراویح کا پارہ شروع تھا۔ سلام پھیرنے پر ایک خادم [illegible] نکلا تو حضرت نے اس سے کہا کہ پیشاب کی حاجت ہے روکے کھڑا ہوں کیونکہ یہ اعلان لگا ہوا ہے۔ خادم نے شرمندہ ہو کر عرض کیا کہ یہ حضرت کے لئے نہیں ہے جنبی لوگوں کو [illegible] ہو جاتا ہے۔ [illegible] یہ سن کر حضرت نے استنجاء خانہ استعمال فرمایا۔ اللہ تعالیٰ [illegible]

پرانے اہم کارکنان کی ذکر میں عدم توجہ کی وجہ:

میں نے یہاں ذکر اللہ کے فضائل بیان نہیں کئے۔ کیونکہ فضائل میں قرآن و حدیث کے نصوص کثیرہ میں سے ایک چھوٹا سا مجموعہ رسالہ فضائل ذکر ہر تبلیغی کارکن کے گویا زبانی یاد ہے کہ تبلیغی نصاب میں داخل ہے۔ روزانہ اس میں سے تعلیم ہوتی ہے۔ چھ نمبروں کے بیان میں ذکر پر تقریر ہوتی ہے۔ اور میں نے تبلیغ کے لئے ذکر کی ضرورت و اہمیت کے بارے میں اکابر تبلیغ کا اہتمام اور سخت تاکید جو بیان کی وہ بھی کسی پرانے تبلیغی سے پوشیدہ نہیں۔ بلکہ انھوں نے اس کو بچشم خود دیکھا ہوا اور اپنے کانوں سے سنا ہوا ہے۔ بلکہ میری تحریر سے بدرجہا بہتر طریقہ پر کئی دفعہ بیان بھی کیا ہوا ہوگا۔ اس سب کے باوجود تقسیم ملک کے بعد جب جماعت میں فعال قسم کے بہترین دماغ اور تشکیلی صلاحیت رکھنے والے بابوؤں اور نوجوان بھائی صاحبان کی کثرت ہوگئی تو کام کا پھیلاؤ تیزی سے شروع ہوگیا مگر یہ طبقہ ذکر کی لائن سے ناآشنا تھا۔ اس لئے شیطان کو اپنے سے بچاؤ کے قلعہ کو توڑنے اور کام کی روح پر حملہ کرنے کا موقع مل گیا اس طرح کہ پھیلاؤ کے لحاظ سے واقعی کامیابی کے خوش کن مناظر سامنے آنے لگے اور ذکر کی افادیت سے ناآشنا طبقہ کے غالب آجانے سے ذکر کی آواز دب گئی۔

ذکر سے ناآشنائی کا یہ مطلب نہیں کہ یہ طبقہ خود بھی ذکر نہیں کرتا بلکہ اس کے خواص ذکر کرتے ہیں، بزرگوں سے بیعت ہیں مگر انھوں نے ذکر کی لائن کو اتنا ہی اختیار کیا جتنا کہ جماعت کی ترتیب میں چھ نمبروں میں اس کی ضرورت تھی لہذا ان کی ذات کے لئے اتنا ذکر کافی ہوگیا اور چھ نمبروں میں محنت کی لائن سے ان کی دینی ترقی ہوئی بعض کو تو ماشاء اللہ خوب ہوئی۔ لیکن اپنے اکابر کی طرح ذکر کی لائن کو اس کی جملہ شرائط کے ساتھ مکمل طور پر حاصل کر کے جامعیت نہیں پیدا کی جو کہ نہ تو سب کے لئے ضروری ہے اور نہ ہی سب کے لئے ممکن ہے۔ جیسا کہ یہی حال بابوؤں اور بھائی صاحبان کے علم کا ہے۔ کہ انھوں نے خود تو ضروری فرض علم حاصل کیا مگر مکمل علوم دینیہ تفسیر، حدیث، فقہ وغیرہ کے وہ عالم نہ ہوتے وہ مفتی نہیں ہیں۔ قاری نہیں ہیں۔ اسی طرح ذکر کا ضروری درجہ بے شک ان کو حاصل ہے لیکن ذکر کے ثمرات، اس کی افادیت کی توضیح اور مشاہدہ انکو حاصل

نہیں۔ اب ایسی حالت میں جس طرح انھوں نے فقہ و حدیث کے احکام میں علماء کی تقلید کی ہے
اسی طرح تبلیغ میں ذکر کے ضروری ہونے میں بھی اکابر کے ارشادات پر تقلیداً عمل کرنا چاہیئے تھا۔
لیکن یہ حضرات جس طبقے سے ادھر آئے ہیں اور بچپن سے جس طرح کی ان کی تعلیم و تربیت ہوئی ہے
اس کا تقاضہ یہی تھا کہ وہ صرف کسی کے کہنے کی بنا پر ایک نظر نہ آنے والے فائدے یا نقصان کو
تقلیداً نہ مانیں۔ جب اسکے فضائل پڑھتے ہیں اور اس کی تاکید اکابر سے سنتے ہیں تو انکار بھی مشکل
ہوتا ہے۔ اس وقت وہ تاویل کر کے ذکر اسی چیز کو قرار دے لیتے ہیں جو کہ نظر بھی آتی ہو۔ مثلاً
دعوت و جدوجہد سے کام کا پھیلنا اور جماعتوں کا نکلنا وغیرہ جن باتوں کا ذکر کارگزاریوں میں ہوتا ہے۔
حالانکہ وہ پھیلاؤ تبلیغی چھ نمبروں والے کام کا پھیلاؤ نہیں ہے۔ بلکہ اس نام سے کسی دوسری چیز کا
ہے۔ جو کہ اصل کام کے لئے فتنہ ہے اور اگر ذکر چھوڑنے کا کوئی اور جواز اور راستہ مل جائے تو اس پر
فوراً لپکتے ہیں (اس جواز اور راستے کا بیان آگے وہمی دھوکہ میں کیا ہے) اور ذکر کا نام لینا ہی جرم سمجھتے
ہیں اپنے کو ذاکر کہلانے سے ڈرتے ہیں اور عام حالات میں جونکہ ذکر تبلیغ کے بنیادی نمبروں میں تھا
اور تبلیغی نصاب میں فضائل ذکر بھی شامل تھا اس لئے ایک نام ہو یا کہنا ضروری ہوا تو دعوت ہی کو
ہی ذاتی اصلاح و تشفی کو [illegible] کا ذریعہ کامیاب ہو گیا جس کی تفصیل گزشتہ اوراق میں
گزر چکی ہے پھر خوب زور [illegible] سے حوفی [illegible] بات کو پھیلایا گیا اور عام فضا کو اپنے ساتھ ہم خیال
کر لیا۔ ہمارے نعوذ [illegible] پہلے ہی ذکر سے کترانے ہیں پھر ستر پٹھان نے یہ قریب الفاظ بھی مہیا کر دیئے
چنانچہ کام کے نتائج کو دیکھتے ہوئے کچھ اہل ذکر اور پرانے حضرت بھی یا واقعی متاثر ہو کر بھائی صاحبان
اور غیر ذاکر علماء کا ساتھ دینے لگے یا ان کی ضرورت ان کی خوبیوں عوام میں قبولیت اور کام کی فضا
[illegible] مرحبیت اور [illegible] کی [illegible] قریب ہو گئے اور کچھ [illegible] سے الگ بھی ہو گئے [illegible]
[illegible] نوبت پہنچ گئی [illegible] کی مخالفت ہوتی ہے جس [illegible]
[illegible] کے وقت [illegible] وقت [illegible] حضرت [illegible] شیخ [illegible]
سے اس کی [illegible]
کا کام ہوا لفضل [illegible] تیخ ۵ [illegible]

کالج کا ایک سمجھدار اور ہونہار طالب علم جو اپنی اصلاح کی نیت سے جماعت میں وقت لگایا کرتا تھا۔ جب اُس کو محسوس ہوا کہ اس دینی شفاخانہ میں دوا اور عام غذا تو ملتی ہے مگر یہاں پینے کا پانی بالکل نہیں ملتا جس پر زندگی کا دارومدار ہے نیز ایک درجہ کی اصلاح کے بعد قوت کے لئے یہاں مقوی غذا کا بھی انتظام نہیں۔ تو اُس نے اپنی پیاس بجھانے کے لئے تبلیغی اکابر کی طرف رجوع کیا۔ یعنی ذکر سیکھنے کے لئے۔ اُس کی کالج سے سالانہ چھٹی ہونے والی تھی تو اُس نے میرے آقا و مرشد حضرت اقدس شیخ الحدیث صاحب دام مجدہم کی خدمت میں استفسار کیا کہ چھٹی کا وقت کہاں گزارے کیونکہ حضرت شیخ حضرت دہلویؒ کے رفیق کار رہے ہیں اور ان کے وصال کے بعد سے تبلیغ کے سرپرست ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ حضرت شیخ اصلاح و تزکیہ کی لائن کے بھی امام ہیں اس طالب علم نے اپنے تفصیلی حالات لکھ کر استفسار کیا تو حضرت کے یہاں سے جو والا نامہ صادر ہوا اس کو بعینہ حضرت کے الفاظ میں لکھتا ہوں" ...... جتنا وقت ملے وہ لاہور حضرت اقدس رائے پوری دام مجدہم کی خدمت میں گزاریں حضرت کا قیام ابھی تک لاہور میں ہے۔ وہاں حضرت کی خدمت میں مولوی اقبال (صوفی اقبال) بھی بندہ کے لکھنے کی وجہ سے رمضان گزاریں گے حضرت کا پتہ یہ ہے کوٹھی نمبر ۲۰ نی جیل روڈ لاہور۔ یہ ناکارہ دعا کرتا ہے حق تعالیٰ شانہ اپنے فضل و کرم سے آپ کو امتحان میں کامیاب فرمائے ہر نوع کی سہولت میسر فرمائے۔"

چنانچہ اس طالب علم نے لاہور حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ کی خدمت میں حاضری کا ارادہ کیا تو رائے ونڈ کے بعض ذمہ داروں نے اس کو روکنے کی بہت کوشش کی لیکن جب وہ ان کی کوشش کے باوجود وہاں گیا تو رائے ونڈ کے ذمہ دار حضرات بہت ناراض ہوئے۔ اُس طالب علم نے حضرت شیخ کی خدمت میں عریضہ لکھا حضرت کے یہاں سے اسکے جواب میں جو والا نامے صادر ہوئے ان کو حضرت ہی کے الفاظ میں لکھتا ہوں" ...... اس سے بہت مسرت ہوئی کہ آپ لاہور حضرت رائے پوری دام مجدہم کی خدمت میں حاضر ہوئے یہ آپ نے بہت ہی اچھا کیا اگر ساتھ ہی بیعت بھی ہو جاتے تو اور بھی بہتر تھا بندہ کا مشورہ اب بھی یہی ہے کہ حضرت کے وجود اور وہاں قیام کو بہت زیادہ غنیمت سمجھیں۔ اگر گنجائش نکل سکے تو وہاں دوبارہ حاضری کی سعی کریں کہ

حضرت کا وجود چراغ سحری اور نعمت غیر مترقبہ ہے اور حضرت ہی کے دست مبارک پر بیعت ہو جائیں۔ ..... "بھائی عبدالوہاب یا کسی دوسرے کی ناراضگی کا اس میں بالکل خیال نہ کریں حضرت رائپوری دام مجدہم کی خدمت میں آئندہ بھی اگر موقعہ مل جائے تو ضرور حاضر ہوں میرے پاس وقت گزارنے سے وہاں کی حاضری بہت زیادہ اہم ہے۔ البتہ اجتماعات کی شرکت اور دینی کام بھی اشد ضروری ہے اس میں حتی الوسع شرکت کا اہتمام رکھیں" اس والانامہ پر تاریخ ۲۷ صفر ۱۳۷۸ھ ہے۔ ایک اور والانامہ بھی حضرت شیخ دام مجدہم نے اس طالب علم کو تحریر فرمایا وہ بھی حضرت ہی کے الفاظ میں لکھتا ہوں۔ ..... لاہور جانے سے مسرت ہوئی۔ آپ نے بہت اچھا کیا کہ یہ وقت وہاں گزارا اس میں رائے ونڈ والوں کی ناراضگی کی پرواہ نہ کریں۔ بلکہ بندہ کی طرف سے بھائی عبدالوہاب صاحب گمتھلہ والوں سے مطالبہ کریں کہ رائے ونڈ والوں نے ایسا کیوں کیا اگر ہو سکے یہی کارڈ بھائی عبدالوہاب صاحب کو ارسال کر دیں کہ وہ مجھے براہ راست اس کا جواب لکھیں میں اس سلسلہ میں مولانا یوسف صاحب کو بھی آج خط لکھ رہا ہوں۔ میری تو خواہش یہ ہے کہ رائے ونڈ والے سب کے سب نمبروار وقت نکال کر وہاں حاضر ہوا کریں۔ ان کے لئے بھی اشد ضروری ہے مولانا محمد یوسف صاحب خود اس کی سعی کر رہے ہیں کہ دو چار روز کے لئے لاہور حضرت کی خدمت میں حاضر ہو سکیں ان کا پاسپورٹ ختم ہو گیا وہ محض اس لئے اسکی تیاری کی عجلت کر رہے ہیں۔" والانامہ پر تاریخ ۲ محرم ۱۳۷۸ھ تحریر ہے حضرت کے اصل والانامے موجود ہیں۔ اگر دیکھنے کا جی چاہے تو فوٹو اسٹیٹ کرا کر ارسال کئے جا سکتے ہیں۔

اہم تنبیہہ: اس ساری بات کا حاشا وکلا یہ مطلب نہ لینا کہ جب کام میں یہ کمی آگئی ہے تو اس کمی کی وجہ سے اور فتنوں کے ڈر سے کام چھوڑ دو۔ بلکہ تحریر کا مقصد وہی ہے جو شروع میں عرض کیا کہ کام میں جتنی رکاوٹ یا کمی آجاتی ہے اتنا ہی زیادہ کام میں لگنے کی ضرورت ہے چنانچہ گزارش ہے کہ ذکر کی لائن کو خوب توجہ و اہتمام سے بغیر کسی حیلہ و تاویل کے اختیار کرتے ہوئے دل سوزی کے ساتھ کمی والے نمبر کی خوب دعوت دو یعنی تبلیغی مشغولی کے ساتھ اس کمی کو پورا کرو۔ نہ کہ الگ ہو کر۔ یہاں اس بات کو ٹلانے کے لئے ایک جواب دیا جایا کرتا ہے کہ اہل ذکر حضرات تشریف لائیں

ہماری سرپرستی کریں تو یہ کمی خود دُور ہو جائے گی۔ اللہ کے بندو! ذِکر تو تمہارے بُنیادی اصولوں میں سے ہے اس کی تمہارے اکابر کی طرف سے سخت تاکید ہے۔ ذِکر کے بغیر حقیقت میں تم خود ناقص تبلیغی ہو۔ تمھیں کسی کے اِنتظار کی کیا ضرورت۔ ہاں خود پورے چھ نمبروں کو عمل میں لاتے ہوئے اہلِ ذِکر کو کام میں جوڑنا تمہارا مستقل ایک کام ہے پھر کیا خبر کون کون جڑتا ہے کون نہیں جڑتا یہ تمہارے بس میں نہیں۔ ممکن ہے وہ کسی دوسرے طریقے سے تبلیغ میں مشغول ہوں یا کسی کو آپ کے طریقے سے مناسبت نہ ہو۔ یہ کوئی دوسرا عذر ہو یا بلا عذر ہی کسی کی قسمت میں اس دن کی سعادت ہی نہ ہو۔ آخر آپ بھی تو دین کے دُوسرے شعبوں اور تحریکوں میں جن سے آپ کو اختلاف نہیں۔ اور آپ کے اکابر بھی ان کو چلا رہے ہیں۔ لیکن آپ اپنے کام کی مشغولی کی وجہ سے اس میں عملاً شرکت سے معذور ہیں۔ بہرحال پہلے اپنی کمی کو خود پُورا کریں۔ ذِکر کی شرائط و آداب کے ساتھ ذِکر کریں۔ بڑی شرط اکابر کی تجویز اور زیرِ نگرانی ذِکر کرنا پہلے گزر چکا۔ اپنے ساتھیوں کو اس پر آمادہ کریں۔ اس طریقہ سے اہلِ ذِکر بھی خود ہی آپ کی طرف متوجہ ہوں گے۔ اس وقت آپ کا ان کی خدمت میں حاضری دینا استفادہ کے لئے نہیں ہوتا بلکہ دعوت کے لئے ہوتا ہے۔ آپ کو ان کے پاس نیت ٹھیک کر کے صرف ذِکر سیکھنے کے لئے جانا چاہیئے۔ مقصد یہ کہ اس ذِکر کی کمی کو باعثِ انتشار اور باعثِ افتراق نہ بنانا بلکہ اکابر کی متفقہ ضروری چیز ذِکر اللہ اپنے میں پیدا کر کے زیادہ مجتمع ہونا ہے۔ کیونکہ متفقہ چیز پر اتفاق اور جوڑ پیدا کرنا آسان ہوتا ہے۔ لہٰذا آپ آج ہی سے جس طرح برسوں سے ذِکر کے نمبر میں تسبیحات کو بیان کرتے رہے ہو۔ پڑھنا بھی شروع کر دو اور مزید کے لئے مولانا سعید احمد خاں صاحب یا حضرت جی مولانا انعام الحسن صاحب یا اپنی مناسبت کے کسی اور اہلِ نسبت واہلِ ذِکر سے رجوع کروا ن سے ذِکر پُوچھو ساتھیوں کو اس پر عملاً لگا دو یہ نہیں کہ صرف دُوسرے نمبروں میں ان کی پُوری طاقت خرچ کروانے کے بعد جب چھٹی دو تو اعلان کر دو کہ بھائی اپنی اپنی تسبیحات پُوری کر لینا۔ پھر دیکھو حضرات اکابرین کتنے خوش ہوتے ہیں پھر اُن کا دل بھی تم کو اس لائن پر چلانے کیلئے کُھلے گا۔

اب ذِکر کے خلاف دُوسرا فریب جس میں شیطان کو زبردست کامیابی ہوئی ہے تحریر کرتا ہُوں۔ مگر یہ بے بُنیاد دھوکہ انگریز اور امریکہ کے نام کی طرح اتنے زور سے مسلّط ہو چکا ہے کہ اس کا

نام سنتے ہی آپ سنجیدگی سے اس کے خلاف کچھ نہیں سن سکیں گے اور دوسری طرف تبلیغی کام کی عظمت اور افادیت کا تقاضہ بھی یہی ہے کہ جس بات میں کام کے نقصان کا شبہ اور احتمال بھی ہو اس سے بچنا چاہیئے۔ احتیاط کرنا عقلمندی ہے لیکن دھوکہ میں پڑے رہنا بھی کام کے لئے نقصان دہ ثابت ہوا ہے اس لئے میں شروع ہی میں دھوکہ کا نام نہیں لکھتا۔ پہلے آپ سے چند سوال کرتا ہوں اور خود ہی ان کے بدیہی جواب عرض کرتا ہوں تاکہ آپ بردھوکہ کے نام سے مرعوب ہوئے بغیر صورت حال واضح ہو جائے اور اس کو ختم کرنے کے لئے احسن طریقے سے سوچنے پر آمادگی ہو جائے۔

سوال نمبر ۱ : ہماری جماعت میں عرب حضرات کے لفظ سے کون لوگ مراد ہے۔ کیا ہم تمام سعودی عرب۔ تمام مصر سوڈان۔ لبنان۔ شام۔ الجزائر وغیرہ عرب ممالک کے لوگوں کو عرب نہیں کہتے ؟

جواب : ہاں ہمارے ہاں خصوصاً ہندو پاک میں عرب حضرات کے لفظ سے مراد سب ہی ہیں۔

نمبر ۲ : سارے سعودی عرب میں صرف ایک طبقہ جن کو سلفی یا غیر مقلد کہا جاتا ہے۔ اس کو چھوڑ کر کیا باقی سارے سعودیہ میں عموماً اور دوسرے تمام عرب ممالک میں خصوصاً ایسی بدعات و خرافات نہیں ہیں جن کے جس طرح غیر مقلد حضرات مخالف ہیں۔ ہمارے اکابر اور ہماری جماعت بھی اسی طرح مخالف ہے عرب ممالک میں تو ذکر اللہ کے پاک طریقوں کے بجائے اس میں رقص مزامیر تک شامل ہے۔ یہ لوگ ہندو پاک کے بدعتی وخرافاتی طبقہ سے کم نہیں ہیں ؟

جواب : بے شک اسی طرح ہے جن کو یہ حقیقت معلوم نہ ہو وہ معتبر لیکن غیر جانبدار جاننے والوں سے پوچھ لیں مثلاً مولانا عبدالحفیظ مکی وغیرہ سے معلوم کرلیں۔

نمبر ۳ : کیا سعودیہ کا مذکورہ بالا صرف ایک طبقہ جو تقلید کو خصوصاً حنفی ہونے کو بدعت، شرک نہیں کہتا ؟

جواب : ہاں اس طبقہ کے متعصب عوام تو یہی کہتے ہیں اور اس کو عقیدہ کا اختلاف سمجھتے ہیں، لیکن اس طبقہ کے خواص اہل علم حضرات اس کو جزوی اختلاف کہتے ہیں۔

نمبر ۴ : اس طبقہ کے علماء کو جس طرح آپ کے حنفی ہونے کا اور دوسرے اختلافی مسائل مثل وسیلہ وغیرہ کا علم ہے اسی طرح آپ کے اہل تصوف میں سے ہونا آپ کے اکابر کے ہاں ذکر

بیعت رواج ہونا معلوم نہیں ہے ؟

جواب : ضرور معلوم ہے۔ ان کے ہندی ہم مسلکوں میں سے جو تبلیغ کے خلاف ہیں وہ خود صورت حال کو بڑھا چڑھا کر اپنے بڑوں کو باخبر رکھتے ہیں۔ اسی لئے جب ان کے علماء کے سامنے ایک طرف تبلیغ کی افادیت اور دوسری طرف یہ اختلافی مسائل سامنے آئے تو انھوں نے اپنے مخصوص ذرائع سے اور بذاتِ خود جتنی بات ہے اس کو معلوم کر رکھا ہے اور مطمئن ہیں۔

نمبر ۵ : تبلیغ کے سرپرست حضرت شیخ دام مجدہم اور تبلیغ کے حامی حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی دام مجدہم کا تصوف کے بارے میں طرزِ عمل اور تصوف میں ان کی اردو تصانیف کا ان کو علم نہیں، تصوف کے بارے میں علی میاں صاحب کی عربی کتاب "ربانیہ اور رہبانیہ" کئی سال پہلے چھپ چکی ہے جو خالص طور پر اسی مذکورہ طبقہ کے لئے لکھی گئی۔ پھر اب تازہ تصنیف "خالص تزکیہ و سلوک" ہی کے نام سے چھپی۔ ان کے اس بارے میں مختلف مضامین بہت ہیں اور شیخِ طریقت شیخ الحدیث صاحب کی کتاب شریعت و طریقت کی تعریب ابھی ہوئی ہے جس میں اس کو اشارہ غیبی سے کروایا جانا معرب نے لکھ بھی دیا ہے۔ پھر کیا ان دونوں حضرات کی عزت و احترام اور اثر میں کمی آئی یا پہلے سے زیادہ ہوئی ؟ کیا ان کو اسی کام نے نقصان پہنچایا ؟

جواب : بے شک عزت و قبولیت بڑھ رہی ہے۔ اَللّٰھُمَّ زِدْ فَزِدْ۔

نمبر ۶ : اس مذکورہ عربی طبقہ میں سے چند کی خاطر آپ نے تقلید چھوڑ دی یا کم از کم تقلید شخصی چھوڑنے میں حنفیت چھوڑ دی۔ کیا آپ نے تبلیغ کے چھ نمبروں میں چھ کے عدد کے اشکال کی بناء پر کم یا زیادہ کر دیا۔ اسی طرح مہینہ میں تین دن کی تخصیص اور ہفتہ میں ایک شب اور چلہ وغیرہ ان جہلاء متعصبین کے نزدیک بدعت نہیں ؟ اور آپ نے سوائے ذکر کے اور کسی اصول میں تبدیلی کی ؟

جواب : نہیں بلکہ معقول اشکالات کا جواب دیا گیا اور متعصب جہلاء کے اشکالات اور مخالفت کی پرواہ نہیں کی گئی۔ مثلاً تقلید کو بعض جگہ اس طرح سمجھایا گیا کہ ہم صرف اہل حدیث نہیں ہیں ہم اہلِ حدیث والقرآن ہیں۔ ہم نے ساری احادیث پر عمل کرنے کا بہترین طریقہ اختیار کیا ہے جو کہ تقلید میں ہے اور یہ کہ غیر مقلدیت علی اطلاقہ بدعت ہے۔

سوال نمبر ۷ : آپ کے ہاں کی توحید اور آپ کے کام کی افادیت کی تحقیق کر کے اس طبقہ کے مخلص سمجھ دار اکابر علماء جس میں بعض بڑے بڑے سرکاری عہدوں پر بھی ہیں۔ آپ کے ساتھ مسائل میں اختلاف رکھتے ہوتے آپ کے کام کے حامی اور ہمدرد نہیں ہیں؟

جواب : ہاں ضرور ہیں ان کی عملی شرکت اور بعض کی تحریری تائیدیں وفتاوی شاہد ہیں۔

سوال نمبر ۸ : تصوف میں جو بدعات وخرافات داخل ہوگئی تھیں کیا آپ کے اکابر ان کے خلاف نہیں اور ان بدعات کے رد میں ان کی کتب نہیں ہیں؟ اور تصوف کا ابتدائی دور جس میں وحدت الوجود وغیرہ مشکل مسائل سے بھی بحث ہے کیا ہمارے اکابر کے تصوف کا بھی وہی دور ہے یا حضرت مجدد صاحبؒ اور حضرت گنگوہیؒ کا سادا و مسنون پابند شریعت اور مدلل تصوف پر عمل ہے؟

جواب : بے شک ہمارے تصوف کو شریعت کے عین مطابق ثابت کرنا بہت آسان ہے۔

سوال نمبر ۹ : آپ اپنی بہت سی مختلف فیہ چیزوں پر قائم رہے جن میں بہت سی معمولی درجہ کی محض انتظامی قسم کی بھی تھیں لیکن آپ نے ان کے متعلق دوسروں کو مطمئن کیا یا برداشت کروایا صرف ایک ذکر اللہ ہی نعوذ باللہ ایسی زائد چیز تھی جس کے حق میں آپ کے پاس قرآن وحدیث کی کوئی دلیل نہ تھی، جو کہ اس کو اپنے لئے خود ہی جرم قرار دے لیا۔ دوسرے اشکالات کی طرح اس کا جواب یا برداشت کروانے کی کوشش نہیں کی گئی اور اپنے اصول اور طرز کے مطابق متعصب لوگوں کی مخالفت کی پرواہ نہ کرنا عمل میں نہیں لایا گیا۔ کہ ایسے چند لوگوں کی مخالفت کا فتنہ تو حقانیت کی دلیل ہوتی ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے وجعلنا بعضکم لبعض فتنۃ اتصبرون۔ یعنی پیغمبروں کا فروں کا ایمان جانچنے کو اور کافروں پیغمبروں کا صبر جانچنے کو۔

جواب : بے شک اس بارے میں یہ کوتاہی ہوئی ذکر میں جہر مفرط خود مشائخ کے ہاں منع ہے اور جہر بھی ذکر کی لازمی شرائط میں سے نہیں ہے کہ کبھی حذف اور خفی نہ ہو سکے۔ بلکہ جملہ شرائط مشائخ کے ہاں مختلف فیہ ہیں۔ جہر میں تو سونے والے نماز پڑھنے والے کی رعایت میں بھی حذف کی ہدایت ہوتی ہے تو کبھی کسی خصوصی مہمان کی خاطر دینی مصلحت سے کمی کر دی جایا کرتی تو مضائقہ نہ تھا مگر محض عرب کا لفظ لگتے ہی ہر ایک ایسا بدک جاتے کہ نفس ذکر ہی ختم کروا دیا جاتے۔ یہ بہت غلط ہے اور

لاعلمی میں عرب حضرات پر بہتان ہے۔ اس طرزِ عمل سے ذکر کے فضائل تبلیغ میں اسکی ضرورت کے متعلق اکابر کے ارشادات سب کی عدم اہمیت ظاہر ہے۔ اس صورتِ حال کی وجہ گزشتہ صفحات میں ذکر کی لائن سے ناآشنائی کے لفظ کی تشریح میں بیان ہو چکی، ضروری چیزوں میں اشکالات کو سمجھانے کی کوشش ہونی چاہیئے۔ اس میں کامیابی ہوتی ہے سلوک کے اذکار میں سب سے مشکل اشکال اسم ذات مجرد کی دلیل نہ ہونے کا مشہور ہے جس کو عملی طور پر حضرت تھانویؒ نے "بوادر النوادر" میں حل فرماکر دلائل دیتے ہیں۔ حضرت اقدس شیخ نے بھی مفصل اس کا جواب دیا ہے لیکن زیرِ بحث طبقہ کے لوگوں میں باریک دلائل اور علمی باتوں سے زیادہ مناسبت بھی نہیں ہوتی۔ نہ استعداد ہوتی ہے وہ لوگ عام آسان بات سے بھی چپ ہو سکتے ہیں۔ اور ہٹ دھرم کا کوئی علاج نہیں خود محترم حضرت جی مولانا انعام الحسن صاحب مدظلہ نے اپنا واقعہ سنایا تھا کہ ایک عالم صاحب نے اسم ذات کے ذکر کے متعلق سوال کیا کہ دلیل کہاں ہے۔ حضرت جی نے فوراً فرمایا کہ قرآن میں ہے وہ سُن کر حیران ہو گیا کہ قرآن میں ہے؟ حضرت جی مدظلہ نے آیت پڑھ دی، وَاِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ وَحْدَہُ اشْمَأَزَّتْ قُلُوْبُ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَۃِ۔ یعنی جب نام لیا جاتے خالص اللہ کا، رُک جاتے ہیں دل اُن کے جو آخرت کا یقین نہیں رکھتے۔ عالم صاحب پر یہ سُنکر سکتہ طاری ہو گیا حالانکہ اس جواب پر علمی اشکال ہیں مگر علمی تحقیق وہ کیا سمجھتا اس کو یہی دلیل کافی ہو گئی۔ کئی دفعہ خود راقم الحروف نے اس سے بھی آسان جواب دیا اور مخالف چپ ہو گیا۔ کہ اُذْکُرِ اسْمَ رَبِّکَ۔ یعنی اپنے رب کے نام کا ذکر کرو۔ رب کا نام کیا ہے۔ لفظ مبارک "اللہ" ہی تو ہے۔ یہی اسم ذات ہے یا کچھ اور؟ اور کبھی یہ کہہ دیا کہ حدیث پاک میں ہے کہ قیامت اُس وقت تک نہیں ہو گی جب تک اللہ اللہ کہنے والا کوئی باقی ہو گا۔ یہ اللہ اللہ کرنے کا ثبوت ہے یا نہیں؟ اسی طرح اگر فکر اور توجہ ہو تو سلوک کے باقی اذکار کی شرائط کو بھی عقلی و نقلی طور پر سمجھایا جا سکتا ہے۔ اور ان چیزوں کے متعلق اپنا عقیدہ، ان کی ضرورت اور مصلحت بیان کی جا سکتی ہے۔ بشرطیکہ اس کا اہتمام اور فکر کما حقہ ہو۔

سوال نمبر ۱: جس طبقہ کی رعایت میں ذکر کو قربان کیا گیا۔ کیا کام کو بند کرنے والا وہی طبقہ نہیں ہے؟ اور انھوں نے کام کو یہ کہہ کر بند کر دیا کہ ہم تم لوگوں کو بالکل بے قصور سمجھتے ہیں تمہارے اوپر

کوئی جرم نہیں۔

جواب۔ یہ بھی واقعہ ہے بلکہ شاید جماعت کے متعلق ذکر کی شہرت ہوئی تو مفسدین کی مسلک سے مخالفت اور ان کی عدم مشابہت کی وجہ سے یہ مصیبت نہ بھی آتی بندہ کے نزدیک ظاہری اسباب جو بھی ہوں اصل میں یہ ذکر اللہ کی بے ادبی اور مخالفت کی سزا ہے لہٰذا توبہ کی ضرورت ہے اور تلافی کرنے پر فضل کی اُمید ہے۔

یہ دس سوال اور ان کے جوابات بندۂ ناقص کے ہیں۔ گو مجھے بھی تقریباً بیس برس اس ملک میں رہتے ہوئے ہونے کو ہیں لیکن میری یہ حیثیت نہیں کہ میں اپنے جوابات کو ٹھیک ہی سمجھوں لہٰذا محترم مولانا ملک عبد الحفیظ صاحب مکی جو بچپن سے یہاں ہی کے اعلیٰ مدارس میں پڑھ کر اسی طبقہ کے پُر جوش ہم مسلک اور ذکر وغیرہ کی شرائط کے مخالف تھے مع اپنے والد ماجد کے تبلیغ کے خواص میں سے ہیں۔ موجودہ صورتِ حال اور تبدیلی سے بھی خوب واقف ہیں۔ انھیں کے قلم سے اپنے جواب پر تبصرہ لکھواتا ہوں کہ کیا اب بھی عرب حضرات کا حال باقی ہے یا نہیں؟ اس وقت تبلیغ میں ذکر کی تو کوئی بات ہی نہیں اب تو پورے تصوف کی رو سے دعوت دینے اور عمل کرنے کے لئے فضا سازگار ہو گئی ہے گو اس سازگاری کی وجہ قابلِ افسوس ہے۔ جیسے کسی کے بیوی بچے مر جائیں تو رجوع الی اللہ اور ذکر سے وابستگی کا اچھا موقع ہوتا ہے کہ دل ٹوٹا ہوا ہوتا ہے لیکن حادثہ تو قابلِ افسوس ہی ہوتا ہے۔ بلکہ اب فضا میں نرمی قابلِ اعتراض حد تک ہو گئی ہے جس سے غلط بدعتی لوگ بھی آزاد ہو رہے ہیں۔

تبصرہ از حضرت مولانا عبد الحفیظ صاحب مکی سلمہٗ تعالیٰ۔

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم، اما بعد: سعودی عرب کو بدنام کرنے کے بارے میں۔ بہت سی عجیب و غریب باتیں لوگ پھیلا رہے ہیں۔ بعض اپنی سادگی و جہالت کی بنا پر اور بعض کسی بُغض یا عناد

بر خاص طور پر تقلید و سلوک کے بارے میں یہ حقیقت ہے کہ سعودی نظام حکومت میں دین اسلام مذہب اہلسنت والجماعت اور فقہ حنبلی پر فقہی اختلافات میں عمل ہے۔ قضاۃ و تعلیم ساری کی ساری حنبلی مذہب کے مطابق ہے۔ اسی لئے مذاہب اربعہ حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی کسی مذہب کے خلاف قطعاً حکومت یا اس کا کوئی قانون نہیں ہے۔ البتہ چونکہ عمل تو ایک ہی مذہب پر ہو سکتا ہے اور چونکہ شیخ محمد بن عبدالوہاب کٹر حنبلی تھے جو کہ حکومت کے پیش رو ہیں اس لئے عملاً حنبلی مذہب اختیار کیا۔ نیز اسی طرح صحیح شرعی سلوک و تصوف کے بارے میں بھی اصلاً شیخ محمد بن عبدالوہاب اور ان کے آل و علماء راسخین بالکل خلاف نہیں ہیں۔ ان حضرات کے پیش رو اکابر شیخ الاسلام ابن تیمیہ و ابن القیم وغیرہ کی کتب و آراء اس بارے میں مشہور ہیں۔ خود سعودی حکومت نے اپنے خرچ پر شیخ الاسلام ابن تیمیہ کا فتاویٰ چھپوایا اس میں ایک پوری جلد تصوف کے بارے میں ہے اور ایک پوری جلد سلوک کے بارے میں ہے۔ جس میں شرعی سلوک و تصوف کے بارے میں صاف و واضح الفاظ میں تائید و حمایت فرمائی ہے۔ البتہ اس میں وارد بدعات و خرافات کی قوت سے نشان دہی و تردید کی ہے۔ شیخ ابن قیم کی تو پوری کتاب 'مدارج السالکین' ہے ہی تصوف کی مشہور کتاب 'منازل السائرین' کی مفصل شرح و خدمت ہے۔ اسی طرح سعودی حکومت و دارالافتاء کی طرف سے مشہور تصوف کے آئمہ کی کتابیں جیسے امام غزالیؒ کی 'احیاء علوم الدین' اور امام قشیریؒ کا 'رسالہ قشیریہ' اور شیخ سہروردیؒ کی 'عوارف المعارف' اور امام ابوطالب مکی کی 'قوت القلوب' وغیرہ کی باقاعدہ قانوناً باہر سے آمد اور اس کی نشر و اشاعت اور مکتبات میں بکنے کی عمومی اجازت ہے۔

اسی طرح اس بات کی مشہور علماء نجد آل شیخ محمد بن عبدالوہاب نے مختلف مواضع پر توضیح فرمائی ہے کہ شریعت کے مطابق تصوف کے وہ ہرگز خلاف نہیں اور یہی ہمارے اکابر کا امتیاز عمل رہا ہے کہ تصوف برحق مگر ہر حال میں وہ شریعت کا پورا پورا پابند۔

البتہ چند متعصب بے وقوف قسم کے لوگ جو کہ ہر طبقہ و جماعت میں موجود ہوتے ہیں۔ ایسے سعودی عرب میں بھی پائے جاتے ہیں اور بدقسمتی سے ان میں بعض اچھے عہدوں پر بھی فائز ہیں۔ اس لئے بعض سطحی نظر والوں کو اس بارے میں دھوکہ ہو جاتا ہے۔ حالانکہ الحمدللہ سعودی

عرب کا اکثر سنجیدہ سمجھ دار علمی طبقہ اس بات کے حق میں ہے کہ جزئی اختلافات کو نظر انداز کرنا چاہیے۔ لہٰذا مندرجہ بالا سوالات اور جوابات تو واقعات و حقائق پر مبنی ہیں۔ اس میں تشکک صرف اُسی کو ہو سکتا ہے جو حالات سے ناواقف ہو یا اس پر وہم کا غلبہ ہو۔

دستخط: عبد الحفیظ (مدینہ منورہ)
۲۵ ربیع الاول ۱۴۰۱ھ

☆

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

عبرت آموز مبارک خواب ۔ ضمیمہ نصیحت آموز خط

تبلیغی جماعت کے ایک مخلص وصالح ہمہ وقت کارکن کی رویا صالحہ اور اسکی تعبیر میں حضرت قطب العالم شیخ الحدیث دامت برکاتہم کا مکتوب گرامی

ایک زاہد وصالح عالم دین، حضرت شیخ دام مجدہٗ کو اپنا ایک خواب تحریر کرتے ہیں۔ کہ دیکھا حرم مکی میں ہوں۔ بیت اللہ جیسی چیز دروازوں سے بند کی ہوئی ہے۔ اذانیں ہوئیں دروازے کھلے تب معلوم ہوا کہ یہ بیت اللہ نہیں بیت اللہ دوسری طرف ہے معاً مدینہ منورہ روضہ اقدس کے سامنے کھڑا ہوا دیکھا مواجہہ شریف کے سامنے کھڑا ہوا صلوٰۃ وسلام پڑھ رہا ہوں ایسا محسوس ہوا کہ اندر سے اعراض فرمارہے ہیں کہ "یہ کام تو کرتے نہیں ہو" یہ دل میں محسوس ہوا کہ اشارہ دعوت وتبلیغ کی طرف ہے۔ بس یہ محسوس کرکے بندہ رونے لگا آنسو بہہ رہے ہیں۔ اور عرض کرتا جارہا ہوں "۔ اب کیا کروں گا۔ اب کیا کروں گا۔" پھر یہ آیت پڑھ کر ولو انھم اذ ظلموا انفسھم جآؤک الخ ربّی تب علیّ کہتا جارہا ہوں۔ فارغ ہو کر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ پر سلام عرض کررہا ہوں۔ پردے ہٹے ہوئے محسوس ہوئے۔ دیکھا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بائیں طرف حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ اور آپ کے دائیں طرف حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ تشریف فرما ہیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن مبارک پر کُرتا شریف اور سر مبارک پر عمامہ شریف۔ عمامہ شریف کا شملہ کُرتے کے اُوپر۔ صدری یا اور کوئی چیز اسکے مشابہ زیب تن فرمائی ہوئی ہے کے نیچے ہے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ کُرتا مبارک عمامہ شریف زیب تن فرمائے ہوئے دوزانو قبلہ کی جانب رُخ۔ ہاتھ میں تسبیح ذکر فرمارہے ہیں حضرت اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور

اسی طرح حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے مبارک لباسوں سے فقر صاف عیاں ہو رہا تھا۔ وہی محسوس ہوا کہ جیسے اعراض فرماتے ہوئے رُخ دوسری طرف فرمایا ہوا ہے پھر اچانک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوگئے اور رُخ مبارک میری طرف فرما کر ارشاد فرمایا "تم یہ کام تو کرتے نہیں ہو"۔ بندہ نے جلدی سے اُدھر حاضر ہو کر گھٹنوں کے بل کھڑے ہو کر دست مبارک کو بوسہ دیا اور عرض کرنے لگا "کیا کروں گا حضور۔ اب کیا کروں گا"۔ پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک ایک طرف بڑھا کر تسبیح اٹھا کر اس سیاہ کار کو عنایت فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ "لو اس پر پڑھا کرو"۔ بندہ نے بہت ہی مسرت اور خوشی کے ساتھ وہ لے لی۔ باقی تسبیح اور رنگ کی اور دو تین منکے اور رنگ کے۔ پھر ارشاد ہوا کہ "ہم تم سے کام لیں گے"۔ بندہ نے خوشی کے ساتھ عرض کیا "ضرور ضرور حضور سے دعا کی درخواست ہے"۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرماتے ہوئے سر مبارک کو اثبات میں ہلایا۔ پھر ارشاد فرمایا "ہاں اور تم کو چھوڑیں گے تھوڑے ہی"۔ بندہ نے شاید پھر یہی عرض کیا "ضرور۔ ضرور"۔ پھر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے جو اس دوران کھڑے ہو چکے تھے بندہ کے ہاتھ سے وہ تسبیح خوشی اور تبسم فرماتے ہوئے لیکر اپنی تسبیح جس پر ذکر فرما رہے تھے کے ساتھ ملا کر دونوں مبارک تسبیحیں اس سیاہ کار کو تبسم فرماتے ہوئے عنایت فرمائیں۔ اور ارشاد فرمایا کہ "یہ لو"۔ بندہ وہ مبارک عطایا اپنے سر پر رکھ کر خوشی سے جھومنے لگا۔ حضرت والا کے مبارک فیض کی برکت سے یہ خواب دیکھا ہے۔ سوچ سوچ کر جھرجھری آجاتی ہے کہ کیا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اس سیاہ کار کو جس کا ظاہر و باطن گندگیوں سے بھرا ہوا ہے یہ ارشاد فرما دیں گے۔ پھر یہ سوچ کر کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ اور ارشاد فرمایا ہوگا تم نے اپنے عیوب کی بنا پر ایسا سُنا ہے کچھ اطمینان ہوتا ہے۔ واللہ اعلم۔

حضرت اقدس کی طرف سے جواب کی نقل

باسمہ تعالیٰ: عزیزم مولوی .... سلمہ بعد سلام مسنون تمہارا محبت نامہ پہنچا۔ اس سیاہ کار کے متعلق جو تم نے لکھا وہ تمہاری محبت کی علامت ہے اللہ تعالیٰ تمہاری اس محبت کو دونوں کے لئے دینی ترقی کا ذریعہ بنائے مگر بیچارے میں تو بے کار ہو چکا اسی سال سے متجاوز ہو چکا ہوں میرے لئے زندگی کی بجائے حسن خاتمہ کی دعا کرو اسی کا زیادہ محتاج ہوں۔ تمہارا خواب بہت مبارک ہے اور بہت ہی اہم ہے۔ کاش مجھے تعبیر دینی آتی۔ مولویوں والا کوئی کام کبھی آیا ہی نہیں۔ نہ نماز پڑھائی نہ فتویٰ دیا نہ وعظ کہا نہ تعبیر آوے۔ تاہم جو سوچنے کے بعد ذہن میں آیا وہ یہ ہے کہ خواب تو بہت مبارک ہے یہ فرمانا کہ تم سے کام لینا ہے بہت مبارک ہے۔ مگر ابتدائی اعراض میرے نزدیک ذکر میں کمی ہے جس کی طرف تسبیح مبارک سے اشارہ ہے اور پھر حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی تسبیح دے کر میرے اس خیال کو مزید مؤکد کر دیا۔

ذکر بہت اہم ہے اس کی طرف ضرور توجہ کرنی چاہیئے۔ میرے چچا جان (حضرت مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ) اس کی بار بار تاکید فرماتے تھے اور مبلغین کو اس کی تاکید فرماتے تھے کہ ذکر ہمارے کام کے لئے روح ہے بالخصوص تبلیغی احباب کو اس کی طرف زیادہ توجہ کی ضرورت ہے اس لئے کہ ان کو اختلاط مع العوام بہت ہوتا ہے۔ وہ یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ میں جب میوات جاتا ہوں اور صلحاء کے مجمع کے ساتھ جاتا ہوں مگر عوام سے اختلاط کی وجہ سے دل پر اتنا اثر ہوتا ہے کہ میں اس کو دھونے کے واسطے سہارنپور رائے پور جو مواقع ذکر ہیں جاتا ہوں اور اگر جانا نہ ہو تو اعتکاف کر کے اس اثر کو دھوتا ہوں۔ جو اختلاط عوام کی وجہ سے قلب پر پڑتا ہے تم تبلیغی احباب کو چونکہ عوام سے زیادہ اختلاط ہوتا ہے اس لئے اس طرف توجہ کی زیادہ ضرورت ہے۔

میں خود بھی تبلیغ والوں کو ذکر کی طرف اور خانقاہ والوں کو تبلیغ کی اہمیت بتلا ہوں جس کو

دونوں فریق کے بیوقوف اپنی چیز کی توہین سمجھتے ہیں حالانکہ احمق یہ نہیں سمجھتے کہ جس چیز میں وہ مشغول ہیں وہ تو کر ہی رہے ہیں۔ جس میں کمی ہے۔ اس کی طرف متوجہ کرتا ہوں۔ میرا خیال ہے کہ تم میں ذکر کی کمی ہے اس لئے اعراض فرمایا گیا۔ میں لکھنے کا تو بہت ارادہ کر رہا تھا مگر میری طبیعت خراب ہے سر چکرانے لگا۔ میرا یہ خط عزیز مولوی ...... کو بھی دکھا دینا اور ان سے یہ بھی کہہ دینا کہ وہ دونوں چیزوں پر خاص نگرانی رکھیں۔ اور ایک کو دوسرے کی وجہ سے چھوڑیں نہیں اور یہی تاکید دوستوں کو کرتے رہیں۔ تم سب دوستوں کے لئے بہت اہتمام سے دعا کرتا ہوں اللہ تعالٰی مکارہ سے محفوظ فرما کر ہر دو لائنوں میں ترقیات نصیب فرمائے۔ تمہارا ارادہ حج و زیارت کا ہے اللہ تعالٰی قبول فرمائے۔ قاضی صاحب کو تمہارا خط سنا دیا۔

فقط والسلام،

حضرت شیخ الحدیث صاحب

بقلم حبیب اللہ　　　　۲۴ جمادی الاول سنہ ۱۴۰۲ھ مطابق ۳۰ مارچ

باسمہ تعالیٰ

دُوسرا مکتوبِ عالی

جو حضرت نے اپنے ایک مجاز کو تبلیغ کی حمایت میں کوتاہی کرنے کے احتمال پر بطور تنبیہہ تحریر فرمایا۔

مکرم و محترم .... مدفیوضکم بعد سلام مسنون۔

عرصہ ہوا تمہاری علالت کی خبر سُنی تھی پھر اس کے بعد سے کچھ معلوم نہ ہو سکا میری طبیعت بھی خراب چل رہی ہے مگر اسکے باوجود عزیزوں اور دوستوں کے خطوط کا انتظار رہتا ہے آنے جانے والوں سے تمہاری مجلسِ ذکر کی خبریں سُنتا رہا اور بہت مسرت ہوتی رہی۔ اللہ تعالیٰ استقامت و ترقیات سے نوازے مکارہ سے محفوظ فرماتے مگر اس کے ساتھ ہی ایک شکایت پہنچی ہے کہ آپ تبلیغ کے کچھ خلاف کرتے ہیں میرے نزدیک تو یہ شکایت غلط ہے اور مجھے یقین نہیں آتا۔ اس لئے کہ ہمارے دوستوں کا حال یہ ہے کہ جو چلے میں نہ جاتے اس کو یہ لوگ مخالف کر کے بیان کرتے ہیں حالانکہ مرضا۔ کے لئے گشت اور باہر نکلنا مشکل ہوتا ہے۔ میں خود بھی اس میں مُبتلا ہوں کہ معذوری کی وجہ سے چلنے پھرنے سے معذور ہوں۔ اس لئے بعض لوگ مجھے بھی مخالفین میں شُمار کر لیتے ہیں۔ حالانکہ جب سے چچا جان نے تبلیغ کا کام شروع کیا ہے اُس وقت سے برابر میری شرکت رہی۔ چونکہ ذکر ہمارا اجدی ورثہ ہے اس لئے چچا جان کے شروع شروع کام میں لوگوں کے خطوط آتے تھے کہ ذکر مقدم ہے یا تبلیغ؟ اس وقت میرا جواب ہوتا تھا کہ کھانا مقدم ہے یا پینا؟ تبلیغ بمنزلہ غذا کے ہے اور ذکر بمنزلہ پانی کے اگر غذا نہ ہو تو زندہ رہنا مُشکل اور پانی نہ پئے تو غذا کا ہضم ہونا مشکل خود چچا جان کے یہاں ذکر کی تاکید کی جاتی تھی خاص طور سے تبلیغی احباب کو ذکر کی طرف توجہ کی بہت زیادہ ضرورت ہے اس لئے کہ ذکر صفائی قلب کے لئے بہت ضروری ہے میرے چچا جان فرمایا کرتے تھے کہ میں جب میوات جایا کرتا ہُوں تو صلحاً کے مجمع کے ساتھ جاتا ہُوں مگر وہاں عوام کے اختلاط کی وجہ سے قلب پر اثر ہوتا ہے اور جب تک

رائے پور نہ جاؤں یا اعتکاف نہ کروں قلبی حالت نہیں ٹوٹتی۔ اس لئے کہ عوام سے اختلاط کی وجہ سے قلب پر بہت اثر ہوتا ہے۔ میں اس مضمون کو بہت تفصیل سے لکھواتا مگر مرض چکر ہے۔ یہ صرف تنبیہ کے واسطے لکھوایا کہ اگر یہ شکایت صحیح ہو تو اس سے احتراز کریں۔ اور اگر جانا نہ ہو تو تحریر اور تقریر میں تبلیغ کی اہمیت ضرور بیان فرماتے رہیں۔ بہرحال میرے نزدیک تو آپ کے متعلق یہ شکایت غلط ہے۔ لیکن اگر کوئی درجہ بھی صحیح ہے تو اس سے بہت بچتے رہیں اور کسی بھی طرح سے تبلیغ کی حمایت میں کسر نہ چھوڑیں۔ آج کل میرے دماغ میں زیادہ اثر ہے۔ تھوڑی دیر بیٹھتا ہوں تو چکر آنے لگتا ہے۔ امید ہے کہ میری مختصر تحریر اگر اس شکایت میں کوئی درجہ صداقت کا ہے تو آپ کے لئے کافی ہے۔

فقط والسلام
حضرت شیخ الحدیث صاحب
بقلم حبیب اللہ، ۲۵ جمادی الاول سنہ ۱۴۰۱ھ بمطابق ۳۱ اپریل سنہ ۱۹۸۱ء

نوٹ: دونوں مکاتیب گرامی کی اصل کاپی احقر کے پاس محفوظ ہے۔ محمد اقبال مدینہ منورہ

کتابت: عاشق ظرافی شاگرد رشید رستم قلم

مختصر فہرست کُتب عربی و اُردو

حضرت شیخ الحدیث مدظلّہ العالی

بذل المجہود فی حل ابی داؤد کامل لیتھو
" " " ٹائپ ۲۰ جلد
الکوکب الدری ٹائپ کامل سہ جلد
اوجز المسالک شرح موطأ امام مالک کامل ۶ جلد
لامع الدراری ٹائپ سہ جلد
" " ٹائپ
حجۃ الوداع ٹائپ
المسلسلات
تراجم الاحبار اوّل دوم
الخط الادفر فی حج الاکبر
فضائل نماز عربی
" قرآن عربی
فضائل تبلیغ عربی
رسالہ توحید عربی
خصائل نبوی مع اردو ترجمہ وشرح
شریعت وطریقت کا تلازم
اکابر علماء دیوبند
اکابر کا سلوک واحسان
اکابر کا تقویٰ، اکابر کا رمضان

ام الامراض ، فیض شیخ
محبت
محبوب العارفین
مہجۃ القلوب
تاریخ مشائخ چشت
الاعتدال فی مراتب الرجال
فضائل قرآن ، فضائل نماز
فضائل رمضان، فضائل حج
فضائل درود ، فضائل تبلیغ
فضائل صدقات ہر دو حصہ
فضائل تجارت
خصائل نبوی شرح شمائل ترمذی
حکایات صحابہ، فضائل زبان عربی
داڑھی کا وجوب، بدنظری کا علاج
آپ بیتی نمبر ۱ تا ۶
مکتوبات تصوف حصہ اول
مکتوبات شیخ حصہ دوم
معمولات رمضان
رسالہ نقشبندیہ۔

فہرست کُتب

مصنفہ صوفی محمد اقبال صاحب مدنی

حسب الرشاد قطب الاقطاب شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب مدظلہ العالی

عبرت آموز واقعات

مجتبیٰ حصہ اول یعنی محبوب العارفین

مجتبیٰ حصہ دوم یعنی بہجتہ القلوب فی مبشرات النبی المحبوب ﷺ

اکابر کا سلوک و احسان

اکابر کا تقویٰ

ام الامراض

فیضِ شیخ

آداب الحرمین

محبت

ابتدائی اذکار و اشغال

نصیحت آموز خط

دعوت و تبلیغ میں ذکر کی اہمیت

تبلیغ میں اعتکاف کی اہمیت

تنقید و حق تنقید

ارزاں و خوبصورت دینی کتابیں

اصلاح المسلمین	حکیم الامت حضرت تھانویؒ	۲۲/۵۰	اکمال الشیم اُردو	حضرت خلیل احمد سہارنپوریؒ	زیر طبع
انتخاب بخاری شریف	مولانا ظفر احمد عثمانیؒ	۹۰/-	بدعت کیا ہے؟	چار اہم مقالات	۲۲/۵۰
اکابر علمائے دیوبند	مولانا اکبر شاہ بخاری	۳۰/-	بریلوی فتنہ کا نیا روپ	"زلزلہ" کا جواب	۱۲/-
اصولِ تصوف	شاہ عبد الغنی پھولپوریؒ	۶/-	پردہ کے شرعی احکام	حکیم الامت حضرت تھانویؒ	۶/-
اسلامی تہذیب و تمدن	مولانا قاری محمد طیب	۲۷/-	پچاس قصے	مولانا محمد عاشق الٰہی	۳/۷۵
اسلام اور ہندو مت	مولانا محمد قاسم نانوتویؒ	۸/-	تصوف کیا ہے؟	مولانا محمد منظور نعمانی	۶/-
آفتابِ نبوت	مولانا قاری محمد طیب	۲۲/۵۰	تجلیاتِ مدینہ	مولانا احتشام الحسن کاندھلوی	۱۲/-
اسلام کا اقتصادی نظام	مولانا حفظ الرحمٰن سیوہارویؒ	۴۰/-	جہاد فضائل و مسائل	مولانا مفتی محمد شفیعؒ	۴/۵۰
العلم والعلماء	علامہ ابنِ عبداللہؒ	۳۰/-	جہاد فضائل	مولانا ظفر احمد عثمانیؒ	۳/۰۰
اسلام کا اخلاقی نظام	مولانا قاری محمد طیب	۱۰/۵۰	حیاتِ شیخ الہندؒ	مولانا سید اصغر حسینؒ	۲۲/۵۰
الفوز الکبیر اُردو	حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ	۱۲/۰۰	حیاتِ عیسیٰ علیہ السلام	مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ	۶/-
اسلام میں مشورہ کی اہمیت	مولانا حبیب الرحمٰن عثمانی	۷/۵۰	حیاتِ خضر علیہ السلام	مولانا سید اصغر حسینؒ	۴/۵۰
اسلام کے بنیادی عقائد	علامہ شبیر احمد عثمانیؒ	۴/۵۰	حدیثِ رسول کا قرآنی معیار	مولانا قاری محمد طیب	۴/۵۰
اعجاز القرآن	" " " "	۴/۵۰	ختمِ نبوت	مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ	۴/۵۰
العقل والنقل	" " " "	۴/۵۰	خاتم النبیینؐ	مولانا قاری محمد طیب	۴/۵۰
آدابُ النبیؐ	حضرت مفتی محمد شفیعؒ	۴/۵۰	خوابِ شیریں	مولانا سید اصغر حسینؒ	۳/-
اکابر کا سلوک و احسان	مولانا محمد زکریا کاندھلوی	۴/-	دینی مسائل	" " " "	۴/۵۰
اجتہاد اور تقلید	مولانا قاری محمد طیب	۶/-	دار العلوم کے ۱۱۷ سال	تعلیمی تبلیغی رپورٹ	۳/۷۵
اسرائیل	" " " "	۴/۵۰	دعوت و تبلیغ کی شرعی حیثیت	مولانا عبد الشکور ترمذی	۶/-
انسانیت کا امتیاز	" " " "	۴/۵۰	دیوبند سے بریلی تک	مولانا ابو الاوصاف رومی	۶/-
اصول دعوت اسلام	" " " "	۴/۵۰	دستِ غیب	مولانا سید اصغر حسینؒ	۴/۵۰
ازدواجی زندگی کے شرعی احکام	مولانا محمد اقبال قریشی	۴/۵۰	رقی احمدیہ (وظائف)	مولانا احمد حسن	۴/۵۰

ملنے کا پتہ :- ادارہ اسلامیات ۱۹۰ - انارکلی لاہور

ارزاں و خوبصورت دینی کتابیں

رسائلِ ثلاثہ	علامہ شبیر احمد عثمانیؒ	۴/۵۰	قواعد النحو	عربی کے قواعد (رف ،	۳/۷۵
روایات الطیب	مولانا قاری محمد طیب	۴/۵۰	فضائلِ استغفار	حکیم الامت حضرت تھانویؒ	۱/۵۰
روضۃ الاحباب عربی	مولانا محمد عاشق الٰہی	۷/۵۰	کیفیات (مجموعہ کلام)	مولانا محمد زکی کیفی	۴۵/-
سیرۃ الصدیقؓ	مولانا حبیب الرحمٰن شیروانی	۷/۵۰	کلمۂ طیبہ مع کلمات طیبات	مولانا قاری محمد طیب	۷/۵۰
سلعۃ القربۃ اردو	نخبۃ الفکر کا ترجمہ	۹/-	گنجینۂ اسرار عملیات	علامہ انور شاہ کاشمیریؒ	۷/۵۰
سبیل الرشاد	مولانا رشید احمد گنگوہیؒ	۴/۵۰	گاؤں میں جمعہ کے احکام	حضرت گنگوہیؒ، حضرت تھانویؒ	۴/۵۰
سوانح مولانا روم	مولانا سید اصغر حسینؒ	۴/۵۰	معلم الحجاج	مولانا مفتی سعید احمد	۱۵/-
سال بھر کے مسنون اعمال	حکیم الامت حضرت تھانویؒ	۳/-	محبوب العارفین	مولانا محمد زکریا کاندھلوی	۶/-
سلاسلِ طیبہ	مولانا حسین احمد مدنیؒ	۴/۵۰	مکتوباتِ نبویؐ	مولانا سید محبوب رضوی	۲۲/۵۰
سجدۂ سہو کے مسائل	مولانا مفتی حبیب الرحمٰن	۴/۵۰	مفتیٔ اعظم پاکستان	از مولانا اکبر شاہ	۹/-
شریعت و طریقت	حکیم الامت حضرت تھانویؒ	۳۲/-	مسئلہ تقدیر	علامہ عثمانیؒ و قاری طیب	۷/۵۰
شہیدِ کربلا اور یزید	مولانا قاری محمد طیب	۷/۵۰	مقالاتِ طیبہ	مولانا قاری محمد طیب	۷/۵۰
شہیدِ اعظمؓ	ابو الکلام آزاد	۴/۵۰	معجزہ کیا ہے؟	" " "	۴/۵۰
شرعی پردہ	مولانا قاری محمد طیب	۶/-	مبادیاتِ فقہ	" " "	۴/۵۰
شانِ رسالت	" " "	۴/۵۰	مکتوباتِ امدادیہ	حضرت حاجی امداد اللہؒ	۳/-
عقائدِ اسلام	مولانا محمد طاہر قاسمی	۵/-	مفید الوارثین	مولانا سید اصغر حسینؒ	۲۴/-
علم غیب	مولانا قاری محمد طیب	۷/۵۰	مسلمانوں کی فرقہ بندیوں کا افسانہ	مولانا مناظر احسن گیلانی	۶/-
فہم قرآن	مولانا احمد سعید اکبرآبادی	۲۲/۵۰	مسلمانوں کا عروج و زوال	مولانا احمد سعید اکبرآبادی	زیرِ طبع
فلسفۂ نعمت و مصیبت	مولانا قاری محمد طیب	۲۴/-	معارف گنگوہیؒ	حکیم الامت حضرت تھانویؒ	۴/۵۰
فلسفۂ نماز	" " "	۶/-	نصیحت نامہ	مولانا سید اصغر حسینؒ	۴/۵۰
فتوح الغیب اردو	شیخ عبد القادر جیلانیؒ	۷/۵۰	نماز اور مسائل اردو	مولانا محمد محترم فہیم عثمانی	۴/۵۰
فتاویٰ میلاد شریف	حضرت گنگوہیؒ، حضرت تھانویؒ	۴/۵۰	بزمِ اشرفؒ کے چراغ	پروفیسر احمد سعید	۲۸/-

ملنے کا پتہ :- ادارہ اسلامیات ۱۹۰ - انار کلی لاہور